

خطیب العصر ؓ کی رحلت

حمد و ستائش اس ذات کے لیے جس نے کارخانہ عالم کو وجود بخشا
 (اور
 درود و سلام اس کے آخری پیغمبر ﷺ پر جنہوں نے حق کا بول بالا کیا۔

برصغیر کی فضاؤں میں کبھی مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا ظفر علی خان، نواب بہادر یار جنگ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری ؓ کے زمزمے گونجا کرتے تھے، پھر برصغیر تقسیم ہو گیا، پاکستان میں مولانا محمد علی جالندھری، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا سید نور الحسن بخاری، مولانا عبدالستار تونسوی اور مولانا غلام اللہ خان ؓ جیسے خطباء نے خطابت کی آبرو کو قائم رکھا، اس کے بعد ان لوگوں کا دور آیا جنہیں صفِ دوم کے خطباء کا بھی خوشہ چیں کہا جاتا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ قحط الرجال کے موجودہ دور میں اب ان خطباء کا بھی کوئی ثانی اور مثیل موجود نہیں، آج سے بیس پچیس سال پہلے کانفرنسوں، جلسوں اور دینی مدارس کے اجتماعات کی زینت حضرت مولانا عبدالشکور دین پوری، حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی، حضرت مولانا قاری محمد حنیف ملتانی، حضرت مولانا محمد سلیمان طارق، مولانا سید عطاء الحسن بخاری، مولانا قاری عبدالحی عابد، مولانا محمد لقمان علی پوری اور حضرت مولانا سید عبدالجید ندیم ؓ جیسے خوش الحان اور بلند پایہ خطباء ہوا کرتے تھے، یہ تمام حضرات ایک ایک کر کے اس دنیائے فانی سے رخصت ہوتے رہے۔

تازہ صدمہ خطیب خوش الحان، سفیر اسلام، داعی کبیر حضرت مولانا سید عبدالجید ندیم ؓ کی رحلت کا ہے جو کم و بیش نصف صدی توحید و سنت، اتباع شریعت اور سیرت اصحاب و اہل بیت ؑ کے مضامین سے قلوب کو گرماتے رہے اور ۲۰ صفر الخیر ۱۴۳۷ھ بروز جمعرات ہم سے جدا ہو گئے۔

ہر خطیب کا ایک خاص اسلوب، اندازِ بیاں اور پہچان ہوتی ہے، حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی پہچان اور خصوصیت مترنم اور دل سوز آواز میں تلاوت قرآن کریم کی تلاوت تھی، ان کی تلاوت لوگوں کو مسحور کر دیتی تھی تو حید اور درِ رض و بدعت ان کے خاص موضوع تھے، عام سامعین کو وہ ”ہی“ اور ”بھی“ کے فرق کے ساتھ توحید کا مسئلہ سمجھایا کرتے تھے، فرماتے تھے کہ ”موحدین کا عقیدہ ہے کہ ”اللہ ہی دیتا ہے“ جبکہ مشرکین کا عقیدہ ہے ”اللہ بھی دیتا ہے“۔

توحید کا بیان کرنا آسان کام نہیں اس کے لیے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام انسانوں کی طرف مبعوث فرمائے گئے، قرآن میں کریم میں اٹھارہ اولوالعزم انبیاء و رسل کا ذکر ایک رکوع میں فرما کر حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا لو اشرکوا لحبط عنہم ما کانوا یعملون (الانعام) اگر (بالفرض) وہ بھی شرک کرتے تو ان کے اعمال ضائع کر دیے جاتے، عقیدہ توحید کو بیان کرتے وقت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس بات کا شعوری طور پر اہتمام و التزام فرماتے کہ کوئی ایسا لفظ یا جملہ زبان سے نہ نکلے جس سے انبیاء علیہم السلام کے مقام رفیع کے تنزل کا وہم ہو، ویسے بھی ان کے بارے میں یہ معروف تھا کہ الفاظ کے چناؤ میں ان کا کوئی ہمسرنہ تھا، ہم نے ان کی جو تقاریر سنیں وہ علم کے ساتھ ادب کا بھی شہکار تھیں، وہ خوش الحان خطیب ہونے کے علاوہ قادر الکلام ادیب و شاعر بھی تھے۔

بہر حال ایک مرتبہ توحید کی اہمیت سمجھاتے ہوئے یہ آیت کریمہ پڑھی لشناش رکعت لیحبطن عملک (الزمر) اس کا لفظی ترجمہ بہت زور دار ہے یعنی اگر روئے سخن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو تو ترجمہ یہ بنتا ہے ”کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شرک کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال بھی برباد ہو جائیں گے“ انبیاء علیہم السلام شرک تو کجا گناہِ صغیرہ سے بھی معصوم و پاک ہوتے ہیں، اس لیے مفسرین حضرات فرماتے ہیں کہ یہ اور اس طرح کے دیگر خطابات

”خوشر آں باشد کہ سر دلبراں گفتہ آید در حدیث دیگران“
 کے قبیل سے ہیں، یعنی بعض اوقات خطاب کسی کو ہوتا ہے اور سمجھنا کسی کو ہوتا ہے، یہ خطاب تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے مگر سمجھایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو گیا ہے، حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ آیت پڑھی تو فرمایا کہ اس کا جو ترجمہ مفسرین نے فرمایا ہے وہ بالکل صحیح ہے مگر ایک طالبِ علمانہ ترجمہ میں نے بھی کیا ہے، اس کے

بعد آپ ﷺ نے آیت دوبارہ پڑھی اور ترجمہ فرمایا کہ اے محبوب! جس نظر سے آپ مجھے دیکھتے ہیں اس نظر سے کسی اور کو دیکھا تو میں آپ سے روٹھ جاؤں گا (روایت مولانا احمد حنیف سلمہ)

اس سے قطع نظر کہ یہ لفظی ترجمہ نہیں ہے اس ترجمہ کے حسن و جمال اور ان الفاظ میں چھپے ہوئے عشق و محبت رسول ﷺ کی داد نہ دینا بے انصافی ہوگی۔

جس وقت حضرت شاہ صاحب ﷺ کی خطابت کا عروج تھا اس وقت ملک کے دیگر نامور خطباء بھی خطاب و وعظ کو ایک مشن اور احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کا ایک ہتھیار سمجھتے تھے، لاکھوں افراد ایسے ہیں جنہوں نے ان خطباء کی تقاریر سے توحید و سنت کا صحیح مفہوم سمجھا، مقام صحابہ و اہل بیت ﷺ سے آشنا ہوئے، شرک و بدعت اور رفس کی حقیقت سے واقف ہوئے، قادیانیت اور اس نوع کی دیگر فتنوں کی دسیسہ کاریوں پر مطلع ہوئے، یہ تمام خطباء اس لحاظ سے ہمارے محسن ہیں کہ جو لوگ اپنی مصروفیت یا کم علمی کی وجہ سے کتابوں سے استفادہ نہیں کر سکتے، ان کی تصحیح عقائد و اعمال کی ذمہ داری ان خطباء نے انجام دی، آج اس اعتبار سے ایک زبردست خلاء پیدا ہو چکا ہے کہ توحید و سنت کے مضامین سے لوگوں کے دل و دماغ کو صیقل کرنے والے خوش الحان اور شیریں بیان خطباء نہیں رہے جو قصبوں، دیہاتوں اور شہروں میں دلوں کی بنجر زمینوں پر پھل چلا کر انہیں قابل کاشت بناتے، اور پھر وہاں توحید و سنت کے پھول کھلاتے تھے، یہ لوگ اپنی تقاریر سے لوگوں کے عقائد درست کرتے اور تعمیر سیرت اور اصلاح معاشرہ کا فریضہ انجام دیتے، اس وقت پیسوں کی اتنی ریل پیل اور سواریوں کی اس قدر سہولتیں نہ تھیں، خطباء اور واعظین بالعموم بسوں، تاگلوں اور سائیکلوں پر سفر کر کے دور افتاد قصبوں اور دیہاتوں میں پہنچتے اور حق کی آواز بلند کرتے۔

حضرت مولانا سید عبدالحمید ندیم ﷺ کے خطباء کے اُسی قافلہ کے رکن رکین تھے، جن کی خطابت کو عبادت سے تعبیر کیا جاسکتا ہے، پاکستان کے علاوہ بیرونی ممالک میں بھی انہوں نے اعلاء کلمۃ الحق کا فریضہ انجام دیا، ۱۳۷۷ ممالک میں ان کے اسفار ہوئے، ان تبلیغی اسفار میں ہزاروں غیر مسلموں نے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا، انہی خدمات کے باعث وہ دوسری شخصیت ہیں جنہیں حضرت قاضی احسان احمد شجاعبادی ﷺ کے بعد ”سفیر اسلام“ کے لقب سے پکارا گیا۔

شاہ صاحب رحمہ اللہ تدبر و اصابت رائے اور تحمل و وقار میں صفِ علماء میں ممتاز تھے اور حسن صورت کے ساتھ حسن سیرت کا مرقع تھے، راولپنڈی منتقل ہونے سے پہلے ملتان میں رہائش پذیر تھے، یہیں ان کے جواں سال صاحبزادے مولانا طاہر ندیم کی شہادت کا المناک سانحہ پیش آیا، ضعیف العمر باپ کے لیے جواں سال بیٹے کی موت، بالخصوص جب وہ طبعی موت بھی نہ ہو، ایسا دردناک سانحہ ہے جس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا اس سانحہ کی خبر ملنے کے چند گھنٹے بعد شاہ صاحب رحمہ اللہ کے دولت کدہ پر تعزیت کے لیے حاضری ہوئی تو اس وقت کا یہ حیرت انگیز منظر اب تک دل پر نقش ہے کہ شاہ صاحب رحمہ اللہ صبر و استقامت کا پیکر بنے ہوئے اپنے جواں سال شہید بیٹے کے لاشے کو خود غسل دے رہے تھے، یہ منظر دیکھنے والا کوئی شخص ایسا نہ تھا جو اشکبار نہ ہوا ہو مگر شاہ صاحب رحمہ اللہ تعزیت کے لیے آنے والے ہر فرد سے صبر و استقامت اور تحمل و وقار کی مجسم تصویر بنے ہوئے مصافحہ کر رہے تھے۔

جامعہ خیر المدارس، اس کے اساتذہ کرام اور جامعہ کے مہتمم حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری زید مجدہم سے حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کا محبت و عقیدت کا تعلق مثالی تھا، آپ رحمہ اللہ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے مفتی سید فیصل ندیم صاحب جامعہ خیر المدارس ملتان میں درجہ سادسہ تک پڑھتے رہے، دورہ حدیث شریف اور تخصص فی الفقہ کی اسنادِ فضیلت جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ بخاری ٹاؤن کراچی سے حاصل کر کے آج کل راولپنڈی میں امامت و خطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں، اس وقت بھی آپ رحمہ اللہ کے پوتے اور پوتیاں جامعہ خیر المدارس میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

گزشتہ سال آپ رحمہ اللہ ختم بخاری شریف کی تقریب میں تشریف لائے تو دورانِ خطاب حق شناسی و احسان شناسی کے طور پر فرمایا کہ مجھ پر، میری اولاد پر اور اولاد کی اولاد پر خیر المدارس کا احسان ہے کہ اس ادارے نے میری اولاد کو کتاب و سنت کی دولت عطا کی ہے، خیر المدارس سے اس خصوصی تعلق کی وجہ سے جب بھی جامعہ کی طرف سے انہیں کسی پروگرام میں شرکت کی دعوت دی جاتی تو اسے ضرور قبول فرماتے اور اپنی محبت کا اظہار فرماتے۔

شاہ صاحب رحمہ اللہ اب اپنے اعمالِ صالحہ کے ساتھ اس ارحم الراحمین کی عدالت میں پہنچ چکے ہیں جن کی رحمت واسعہ کاملہ سے پوری امید ہے کہ وہ اس داعیِ توحید و سنت کی خدمات کو قبول فرماتے ہوئے اسے ان الابراہ فی نعیم کے زمرہ میں شمار کر کے قرب خاص کی لذتوں سے نوازیں گے۔ اللہم اغفر لہ و ارحمہ و نور قبرہ و برّد مضجعہ

حضرت مولانا محمد عبدالبر قاسم ؒ کا سانحہ ارتحال

گزشتہ ماہ (محرم ۱۴۳۷ھ) ۹ نومبر ۲۰۱۵ء کو جامعہ قاسم العلوم ملتان کے مہتمم حضرت مولانا عبدالبر محمد قاسم ؒ بھی داغ مفارقت دے گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون

مولانا مرحوم، شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب ملتانی ؒ (فاضل جامعہ امینیہ دہلی) کے اکلوتے فرزند تھے، حضرت مفتی صاحب ؒ نے ۱۹۳۵ء قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی ؒ کے نام پر ملتان میں ”قاسم العلوم“ کا سنگ بنیاد رکھا، ۴ سال بعد ۱۹۳۹ء میں آپ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو حضرت نانوتوی ؒ کی محبت و عقیدت میں اس کا نام بھی ”محمد قاسم“ رکھا، جو بعد میں ”مولانا عبدالبر محمد قاسم“ کے نام سے معروف ہوئے۔

حضرت مولانا عبدالبر محمد قاسم ؒ نے ۱۳۷۸ھ میں جامعہ قاسم العلوم میں دورہ حدیث شریف کی تکمیل کی، اس وقت سے لے کر ۱۴۲۵ھ تک جامعہ قاسم العلوم میں تدریسی انتظامی خدمات انجام دیتے رہے، اس دوران نیابت اہتمام اور پھر اہتمام کی ذمہ داریوں کو بھی نبھایا، تدریس کے علاوہ تصنیف و تالیف کا ذوق بھی رکھتے تھے، متعدد تالیفات آپ کی علمی یادگار ہیں، خاموش طبع، مرنجاں مرنج اور درویش صفت انسان تھے، زندگی کے آخری ایام میں کچھ ناگفتنی سانحات نے انہیں گوشہ نشین اور عزلت پسند بنادیا تھا، ان کے اخلاق و عادات، وضع داری، فلسفہ، لطف و محبت اور زہد و اخلاص کی حسین یادیں مدتوں تک احباب میں قلوب میں باقی رہیں گی۔

نماز جنازہ تبلیغی مرکز ابدالی مسجد میں ادا کی گئی، جس میں ہزاروں علماء و مشائخ، اساتذہ و طلبہ اور عام مسلمانوں نے شرکت کی۔

حق تعالیٰ شانہ کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں اور مقاماتِ عالیہ سے نوازیں، آمین

not found.

اشتهاردار الاشاعت

حکیم الامت، مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے فرمایا

ملفوظات حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

مرسلہ حضرت مولانا منظور احمد صاحب استاذ جامعہ خیر المدارس ملتان

ملفوظ: ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ بعض بزرگ بھولے ہوتے ہیں، مگر انبیاء علیہم السلام میں کوئی نبی بھولے نہیں ہوئے، سب کے سب کامل العقل متیقظ ہوئے ہیں اگر وہ حضرات بھولے ہوتے تو بڑے بڑے کفار ان کے سامنے پانی نہ بھرتے۔

ملفوظ: ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا بعض بزرگ بھولے معلوم ہوتے ہیں مگر واقع میں نہایت دانشمند ہوتے ہیں اور بھولے کسی حالت کے غلبہ سے معلوم ہوتے ہیں، چنانچہ حضرت مولانا شاہ محمد یعقوب صاحب دہلوی ؒ جو کہ مکہ معظمہ میں مقیم تھے، ان کا واقعہ ہے کہ ان کے پاس ایک تھیلی تھی جس میں روپیہ گنی پیسے سب ایک ہی جگہ رکھتے تھے اور جب بازار جاتے تو اگر ایک پیسہ بھی سودا لینا ہوتا تب بھی پوری تھیلی لے جاتے اور سودا خرید کر پوری تھیلی کو دوکان پر لوٹ کر دوکاندار کو پیسہ دیتے اور بقیہ اس میں اٹھا کر بھر لیتے، ایک روز بازار سے تھیلی کو ہاتھ میں لیے واپس مکان کو جا رہے تھے، جب مکان کے قریب ایک گلی میں داخل ہوئے، ایک بدوی راستہ سے ہولیا تھا، وہ تھیلی ہاتھ سے چھینی اور چل دیا، آپ نے پیچھے مڑ بھی نہ دیکھا کہ کیا ہوا، سیدھے مکان پر پہنچ کر مکان کا دروازہ بند کر کے اندر سے کنڈی لگالی، اب وہ بدوی تھیلی لیے چلا مگر جب اس گلی سے نکلنے کا ارادہ کرتا تب ہی لوٹ کر پھر اسی گلی میں آ جاتا، گویا راستہ بند ہو گیا، سمجھ گیا کہ یہ وبال کسی بات کا ہے اور پریشان ہو کر تھیلی لوٹانے کے لیے واپس شیخ کے مکان پر آیا اور آواز دی یا شیخ! یا شیخ! اپنی تھیلی لے لو، شیخ کوئی جواب نہیں دیتے، پھر یہ دوبارہ لے کر چلا، پھر وہی صورت کہ راستہ بند، پھر لوٹا اور شیخ کے مکان پر پہنچ کر پکارا، مگر جواب نہ آ رہا۔ آخر اس نے ایک ترکیب کی کہ غل مچانا شروع کیا کہ دوڑو شیخ نے مجھ پر بڑا ظلم کیا ہے، انہیں سامنے لاؤ تو بیان کر دوں، لوگ ان کی بزرگی کے معتقد تھے، اس کو ڈانٹا کہ کیا بکتا ہے وہ تو بڑے بزرگ ہیں، کہا کہ ذرا کواڑ تو کھلواؤ، میں ابھی بزرگی ظاہر کیے دیتا ہوں، اہل محلہ نے بزرگ سے خوشامد کر کے کواڑ کھلوائے اور اس بدوی سے دریافت کیا کہ بتلاؤ انہوں نے کیا ظلم کیا ہے؟ کہا کہ میں ان کے ہاتھ سے روپوں کی تھیلی لے کر بھاگا، اب یہ مجھ کو جانے نہیں دیتے، جب جانے کا ارادہ کرتا ہوں، راستہ بند نظر آتا ہے اور تھیلی بھی نہیں لیتے، یہ ان بزرگ کا ظلم تھا، غرضیکہ یہ نہ جانے دیتے ہیں اور نہ اپنی تھیلی واپس لیتے ہیں، یہ ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟ لوگوں نے ان بزرگ سے عرض کیا کہ آپ اپنی تھیلی لے لیں، فرمایا کہ یہ تھیلی اب میری نہیں رہی، اسی ہو گئی،.....

جاری ہے (الافاضات الیومیہ ص ۸۴)

افادات شیخ العرب والعجم

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی (رحمۃ اللہ علیہ)

مرسلہ حضرت مولانا منظور احمد صاحب (استاذ الحدیث جامعہ خیر المدارس، ملتان)

بحوالہ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے حیرت انگیز واقعات

خوف و خشیت:

مرض الوفا کے زمانہ میں ایک دن حضرت مولانا فخر الدین صاحب اور قاری اصغر علی صاحب بغرض مزاج پر سی مکان پر تشریف لے گئے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا دیکھیے! میری جماعتیں فوت ہو رہی ہیں، اور نمازیں ختم سے ادا کرتا ہوں اور لوگ ہیں کہ میرے بارے میں کیا کچھ حسن ظن رکھتے ہیں، یہ فرمایا اس قدر روئے کہ کھسی بندگی اور پورا جسم بے تحاشا لرزنے لگا۔

جذبہ اتباع سنت:

ایک مرتبہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے درس بخاری کے دوران ارشاد فرمایا کہ بفضلہ تعالیٰ میں بسرعت تقریر کر سکتا ہوں لیکن یہ توقف فی الکلام (ٹھہر ٹھہر کر بولنا) بہت مشقت کے بعد حاصل کیا ہے، کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس طرح تیزی سے گفتگو نہیں فرماتے تھے جیسے کہ تمہاری زبان چلتی ہے بلکہ آپ ﷺ ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے تھے کہ جو شخص آپ ﷺ کے پاس ہو محفوظ ہو جائے (شکل ترمذی، انفاں قدسیہ)

ایفاء عہد:

ایک سال جبکہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ حج کو تشریف لے جانے والے تھے، شعبان کے مہینے میں ایک صاحب مظفر نگر سے تشریف لائے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں طے کر چکا ہوں کہ اپنی لڑکی کا نکاح اگر پڑھواؤں گا تو صرف آپ سے، ورنہ نہیں خواہ وہ لڑکی بوڑھی ہو جائے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اب تو بخاری شریف کے ختم کا موقع ہے، شوال کے مہینے میں ان شاء اللہ دیکھا جائے گا، بات رفت و گزشت ہو گئی، شوال کے مہینے میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ ٹانڈہ سے تشریف لائے اور وہ تاریخ بھی آگئی جس کی شام کو ۵ بجے دہرہ ایکسپریس سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ بمبئی کے لیے روانہ ہونے والے تھے، وہ مظفر نگر والے صاحب گیارہ بجے دوپہر تشریف لائے اور عرض گزار ہوئے کہ حضرت! آج لڑکی کے نکاح کی تاریخ ہے تشریف لے چلیے، اس وقت کی حالت ملاحظہ فرمائیں، دولت کدہ پر تقریباً پانچ سو مہمان موجود ہیں، سفر حج کے لیے سامان مکان کے اندر سے باہر نکالا جا رہا ہے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس کی نگرانی فرما رہے ہیں، اور اس کو خود ترتیب سے رکھوا رہے ہیں جاری ہے (از شیخ الاسلام کے حیرت انگیز واقعات ص ۸۱-۸۲)

تقریر صحیح بخاری شریف

قسط (۱۴)

عارف باللہ استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری نور اللہ مرقدہ

بانی جامعہ خیر المدارس

ضبط و ترتیب: مولانا قاری محمود احمد صاحب مدظلہم (مدرس جامعہ ہذا)

السائل المستنبط منہ:

✍ روایا الانبیاء وحی۔ خوراک تیار کرنا توکل کے خلاف نہیں، کیونکہ انبیاء میں توکل کی انتہاء ہوتی ہے۔ تعلیم میں سختی کی انتہاء تین مرتبہ تک ہے، اگر ایک دفعہ لڑکے کو نہ آوے تو ایک سزا، دوسری مرتبہ نہ آوے تو دوسری سزا، تیسری مرتبہ نہ آوے تو تیسری مرتبہ سزا۔ اس کے بعد سزا نہ دینی چاہئے۔ جو گھبرایا ہوا ہو اس سے سوال نہ کرنا چاہئے یہاں تک کہ ہوش میں آ جاوے۔ خلوت جو ہے اس میں عبادت نور علی نور ہے۔ بیت اللہ کی طرف نظر کرنا بھی عبادت ہے۔ جب کسی آدمی پر حادثہ واقع ہو تو اہل علم سے دریافت کرے۔ کسی مصلحت کی وجہ سے منہ پر مدح کرنا جائز ہے جیسے حضرت خدیجہ الکبریٰ نے مدح کی تھی۔ مدح ایسی چیز ہے کہ مغرور نہ ہو مدوح۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ میں کمال عقل معلوم ہوتا ہے کہ گھبراہٹ کی حالت میں سوال نہیں کیا۔ خوف زدہ کو مانوس کرنا مستحب ہے (۱۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مصدق ہونا پہلے داعی ہونے سے۔ (۱۲) اکثر اُکا نزول پہلے اور مدثر کا نزول بعد فترۃ وحی کے، (۱۳) مکارم اخلاق سبب ہوتا ہے برائی سے بچنے کا، کیونکہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا آپ کے اخلاق اچھے ہیں۔ (۱۴) کسی آدمی میں عیب ہو تو تعارف کے لئے اس عیب کا ذکر کرنا جائز ہے اور طعنہ کے لئے ذکر کرنا یہ ناجائز ہے، جیسے ورقہ بن نوفل کو کہا تھا قد عَمِی۔ (۱۵) تہتیل بالکلیہ ناجائز ہے، تہتیل ہمیشہ کے لئے بال بچوں سے علیحدہ رہنا۔ (۱۶) وجود ملائکہ کا ثبوت۔

مناسبت الحدیث بالباب

ترجمۃ الباب دو طرح پر تھا، ایک ظاہر، دوسرے التزاماً، ظاہری مناسبت وحی کے ساتھ ہے، اور التزامی معنی تھے تین، عظمت، شدت، صدق۔ اس حدیث میں حتیٰ ج ماہ الحق ہے، اس سے صدق معلوم ہوا، دوسرا لفظ ہے مرجف فواد تفسر اللفظ ہے زہد و نسی زہد و نسی، چوتھا لفظ ہے لفظ مدح و شہادت علمیہ نہ نفسی۔ پانچویں فقرہ مدح بہت مدح سے شدت وحی اور عظمت وحی معلوم ہوئی، دونوں باتوں سے

✍ نمبر دس ماخوذ ہے خیر الباری (عربی) ج ۱ ص ۱۲۱ سے اور بیاض (اردو) مولانا ممتاز احمد مرحوم سے۔

✍ فتح الدال، اسم مفعول من التصدیق ۱۲۔ ع۔

التزامی معنی کے ساتھ مناسبت ہوئی۔

ترجمہ جابر ♦:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے (۱۵۴۰) حدیثیں مروی ہیں۔ ۵۸ حدیثیں متفق علیہ، اکیلی بخاری میں ۲۶، اور اکیلی مسلم میں ۱۲۶۔ ان کے والد کا نام عبداللہ ہے، انصاری ہیں یعنی مدینہ کے رہنے والے ہیں۔ اخیر زمانہ میں ناپید ہو گئے تھے، ۷۸ ہجری یا ۶۳ ہجری میں فوت ہوئے۔ عمر ان کی ۹۴ سال ہے۔ ان پر جنازہ پڑھا تھا ابان بن عثمان ♦ نے، مدینہ میں جو صحابہ تھے ان میں سب سے آخری موت (ان کی) ہے۔

عدید حدیث جابر ♦:

یہ حدیث ان کی فوج لے آئی ہے ص ۳، ص ۴۵۹، ص ۳۲، پھر ص ۳۲، ص ۳۳، ص ۳۳، ص ۴۰، ص ۹۱۔

تابعہ عبداللہ بن یوسف:

متابع: وہ راوی ہے جو اپنی روایت کو مطابق دوسرے راوی کے روایت کرے۔ اور جس کے موافق یہ ذکر کرتا ہے اس کو کہتے ہیں متابع علیہ اور جس سے ذکر کی ہے وہ متابع عنہ۔
اب تم سمجھو کہ پہلے راوی کی جتنی سند ہے اتنی ہی اس کی ہے اس کو کہتے ہیں متابعہ تامہ اور جس کی پوری نہ ہو درمیان سے متابع ہے (یا آخر سے متابع ہے) اس کو کہتے ہیں متابعہ ناقصہ۔ ہر صورت میں متابع عنہ یا مذکور ہوگا یا غیر مذکور، تو یہ کل چار قسم ہو گئیں۔ پھر مطابقت دو قسم پر ہے لفظی، غیر لفظی۔ لفظی وہ ہے کہ جس لفظ کو متابع ذکر کرتے ہیں اس کو لفظی کہتے ہیں اور جس لفظ کو مرادف ذکر کرے وہ غیر لفظی ہے وہ غیر لفظی ہے تو کل چھ قسمیں ہو گئیں عبداللہ بن یوسف کی حدیث دو جگہ ص ۴۸، ص ۳۳ میں اور یونس کی حدیث ص ۳۹ میں آئے گی۔ اور معمر کی حدیث بھی ایک جگہ آئے گی، ص ۱۰۳۲۔

حدیث نمبر ۴:

اس حدیث کا نام ہے ”مسلسل بشفقتین“ جب جبریل علیہ السلام قرآن پڑھتے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ ساتھ پڑھتے اور شفقتین ہلاتے تھے، جبریل ♦ نے شکایت کی اللہ سے کہ میرے ساتھ ساتھ پڑھتے ہیں اس سے مجھے تکلیف ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لا تحوک بہ لسانک پھر اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فعلی طور پر ہونٹ ہلائے، پھر ان کے شاگردوں نے بھی، اسی طرح آگے تو اس کا نام ہے ”مسلسل بشفقتین“۔

اسناد:

موسیٰ بن ابی عائشہ اور سعید بن جبیر دونوں تابعی ہیں یہ حدیث آتی ہے پانچ جگہ ص ۳، ص ۳۳،

کذا فی خیر الباری (ج ۱ ص ۱۲۳ قلمی) و ناقصہ وہی ان تكون رفاقة احدهما للأخر فی وسط السند او فی آخره۔

ص ۷۳۴، ص ۷۵۴، ص ۱۰۲۲۔

ترجمہ ابن عباس :

ان کا نام تھا عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب۔ یہ چچا زاد بھائی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے، ان کی والدہ کا نام تھا لبابہ کبریٰ۔ یہ حضرت میمونہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا لقب ہے جبرالامہ، بحر العلم، ترجمان القرآن، یہ والد ہیں خلفاء عباسیہ کے، اور عبادلہ اربعہ سے ہیں، عبادلہ اربعہ یہ ہیں: ۱۔ عبداللہ بن عباس ۲۔ عبداللہ بن عمر ۳۔ عبداللہ بن زبیر ۴۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص۔ ان کی حدیثیں ۱۰۶۶ ہیں۔ ۹۵ متفق علیہ، اکیلی بخاری میں ۱۲۰، مسلم منفرد ہے ۴۹ میں۔ جس زمانے میں کفار مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ابوطالب کو تنگ کیا تھا تو وہ پہاڑ کے شعب میں رہے تھے یہ اس میں پیدا ہوئے تھے، ان کی وفات ہوئی طائف میں ۶۸ ہجری میں۔ کل عمر ان کی ہے ۷۱ سال۔ مکہ میں تین سال ہجرت سے پہلے پیدا ہوئے، ان پر جنازہ پڑھا محمد بن حنفیہ نے، اور اخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔

ثم ان علینا بیانہ:

اس کی تفسیر کی ہے ان تفسیراء یہ وہم راوی ہے (یعنی یہ بیانہ کی تفسیر نہیں ہے) پھر اس کی تفسیر ج ۲ ص ۷۳۴ کتاب التفسیر میں آئی ہے (وہاں صحیح بیان کیا گیا ہے) ای نبینہ علی لسانک اور مسلم میں ہے ان نبینہ بلسانک۔

شان نزول:

جب جبریل علیہ السلام پڑھتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم (ساتھ ساتھ پڑھتے تاکہ بھول نہ جائیں تو اس کی شکایت جبریل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے سامنے کی کہ میرے ساتھ پڑھتے ہیں اور اس سے مجھے دقت ہوتی ہے، اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ ساتھ ساتھ نہ پڑھیں پہلے جبریل علیہ السلام سے سن لیجئے پھر یاد کیجئے ہم آپ کے صدر میں اس کو جمع کریں گے ۱ تو حاصل یہ ہے کہ حضور ۲ پڑھتے تھے اور اللہ نے منع فرمایا لسان سے پڑھنے کو، اور یہ سورہ قیمہ میں ہے اور اس میں ذکر ہے قیامت کا، سیاق اور سباق کہتا ہے کہ اس میں قیامت کا ذکر ہے اور شان نزول اس کے مخالف ہے۔ تو تعارض ہوا، یعنی شان نزول مخالف ہے سیاق و سباق کے۔ جواب: کبھی کبھی سیاق و سباق ایک چاہتا ہے اس کو کہتے ہیں مراد اولیٰ، اور شان نزول دوسری چیز چاہتا ہے یہ مراد ثانی ہے، تو یہاں دونوں مراد ہو سکتے ہیں، مراد اولیٰ اس طرح سے ہو کہ اصل میں کفار قیامت کا نام سن کر سوال کرتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اگر قیامت برحق ہے تو ہم پر قیامت

لا کے دکھا دیجئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا فکر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا لا تحروک به لسانک لپ جواب نہ دیں ان علینا جمعہ وقرآنہ ہم پر ہے قیامت کا لانا اور قیامت میں ظاہر کرنا اور اب درمیان میں یہ بات بھی پائی گئی کہ نہ ہلاویں ساتھ اس قرآن کے پڑھنے کے اپنی زبان کو۔ یہ مراد ثانی ہے اس لئے مفسرین نے دونوں کو بیان کیا اور بیان القرآن میں مراد اولیٰ کو بیان کیا ہے۔

فاذا قرأه فاتبع قرآنہ:

اب اس میں مسئلہ ایک نکلتا ہے کہ پڑھتے تھے جبریل علیہ السلام اور نسبت اللہ کر رہا ہے اپنی طرف، اس سے معلوم ہوا کہ ایک قرأت حکمی بھی ہوتی ہے جبریل ♦ کی حقیقی اور اللہ تعالیٰ کی حکمی۔

مناسبة بالباب:

ترجمہ الباب میں بھی وحی کا ذکر ہے اور اس میں بھی وحی کا ذکر ہے، اور التزامی معنی تین تھے عظمت، عصمت، صدق اس میں عظمت ہے یعالج من التنزیل شدة اور یہ قاعدہ ہے کہ شدت اور سختی عظیم الشان کام پر ہوتی ہے، معمولی پر نہیں۔

قارئین و احباب توجہ فرمائیں

جامعہ خیر المدارس ملتان کے مہتمم حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری زید مجدہم (ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان) کے ملک کے مختلف مقامات پر کیے گئے خطبات کی افادیت کی وجہ سے ان کی اشاعت کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

جن حضرات کے پاس حضرت کا کوئی خطاب آڈیو، ویڈیو یا تحریری شکل میں محفوظ ہو تو اس کی ایک کاپی راقم السطور کے پتہ پر ارسال فرما کر اشاعت خیر میں تعاون فرمائیں۔

محمد عمر فاروق سیال

معاون ناظم کتب خانہ جامعہ خیر المدارس

whatsapp: 0333-7348966

ای میل: umarfarooqsial@gmail.com

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ عظیمہ

افادات: مسیح الامت حضرت مولانا شاہ مسیح اللہ خان

اخلاق کی اقسام:

(۱) مسلمانوں کے ساتھ اخلاق۔ (۲) کفار کے ساتھ اخلاق

مسلمانوں کے ساتھ اخلاق کا بیان:

آپ ﷺ کے اخلاق کی اللہ تعالیٰ نے گواہی دی، فرمایا: **وانک لعلی خلق عظیم**۔ (القلم: ۴)
بے شک آپ ﷺ اخلاقِ حسنہ کے اعلیٰ مرتبہ والی پیمانہ پر اور اعلیٰ مقام پر ہیں۔

نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے: **لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حرص علیکم بالموئین دءوف رحیم** (التوبة: ۱۲۸) اے لوگو! تمہارے پاس ایک ایسے رسول تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس بشر سے ہیں، تمہاری مضرت کی بات سے ان کو نہایت تکلیف ہوتی ہے، گرائی گزرتی ہے اور تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں بالخصوص ایمانداروں کے ساتھ تو بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔

جب آپ ﷺ کے پاس لوگ آ کر بیٹھ جاتے اور آپ کو کچھ کام ہوتا تو آپ کو یہ فرماتے ہوئے شرم آتی تھی کہ اب اپنے کام میں لگو، اسی کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس بات سے نبی کو گرائی ہوتی ہے، سو وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں اور زبان سے نہیں فرماتے کہ اٹھ کر چلے جاؤ لیکن اللہ تعالیٰ صاف بات کہنے سے کسی کا لحاظ نہیں فرماتے (اس لئے تم کو تعلیم کی جاتی ہے کہ تم خود موقع و وقت کا لحاظ کر کے اٹھ جایا کرو)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دس برس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی، آپ نے مجھ کو کبھی اُف بھی نہیں فرمایا اور نہ کبھی یہ فرمایا کہ فلاں کام کیوں کیا اور فلاں کام کیوں نہیں کیا (بخاری و مسلم) اللہ اکبر! ہر وقت کے خادم کو دس برس تک ”ہوں سے ہاں“ نہ فرمایا۔

صاحبو! یہ معمولی بات نہیں، کیا دس برس تک کوئی بھی بات خلافِ مزاج لطیف نہ ہوئی ہوگی؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں کہ آپ سب سے بڑھ کر خوش خلق تھے، پھر اپنا واقعہ نقل فرماتے ہیں:

حضرت انس ♦ کا واقعہ:

میں چھوٹا سا تھا کہ ایک دن مجھ کو آپ ﷺ نے کسی کام کے لئے بھیجا، میں نے کہا میں تو نہیں جاتا اور دل میں یہی تھا کہ جہاں کے لئے حکم فرمایا ہے وہاں جاؤں گا (مگر یہ بچپن کا اثر تھا کہ انکار کر دیا، پھر فرماتے

ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے چلا تو بازار میں چند لڑکے کھیل رہے تھے، میں وہاں سے گزرا، اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے آ کر میری گردن پکڑ لی، میں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو آپ ﷺ ہنس رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے تو کہا تھا میں نہ جاؤں گا تو تم کیا کہاں جا رہے ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ! میں جا رہا ہوں (مسلم شریف)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز سے فارغ ہو جاتے تو مدینہ والوں کے غلام اپنے اپنے برتن لاتے جن میں پانی ہوتا تھا جو برتن بھی آپ کے سامنے پیش کرتے تو آپ ﷺ برکت کے لئے اس میں اپنا دست مبارک ڈال دیتے، بعض اوقات سردی کی صبح ہوتی تب بھی اپنا دست مبارک اس میں ڈال دیتے۔

اللہ اکبر! ذرا بھی سردی کی تکلیف، ہاتھ ٹھٹھرنے کا خیال نہ فرماتے۔

حضرت انس ♦ ہی فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ سخت مزاج نہ تھے نہ کسی کی تحقیر فرماتے، نہ کسی کو بددعا دیتے تھے، کوئی بات گرانی کی اور تنبیہ کی ہوتی تو یوں فرما دیتے فلاں شخص کو کیا ہو گیا اس کی پیشانی کو خاک لگے، اس ارشاد عالی میں کوئی تکلیف بھی نہیں، خصوصاً اگر مسجد میں پیشانی میں خاک لگ جائے تب تو یہ دعا ہے نمازی ہونے کی اور نماز میں خاصیت ہے بری باتوں سے روکنے کی: ان الصلوة تنھی عن الفحشاء و المنکر (العنکبوت: ۴۵) بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔ تو یہ اصلاح کی دعا ہوئی (بخاری)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شرم و حیا کا عالم:

آپ ﷺ کی شرم کا یہ حال تھا کہ آپ کنواری لڑکی سے زیادہ شرمیں تھے، اگر کوئی بات ناگوار دیکھتے تو شرم کے سبب زبان سے نہ فرماتے مگر صحابہ کرام ؓ اس کا اثر آپ کے چہرہ انور میں دیکھتے تھے، اللہ اللہ آپ ﷺ کے اخلاق کا کیا بیان ہو سکے۔

حضور علیہ السلام کے چند اعمال:

آپ ﷺ گھر میں جھاڑو دے لیتے، آٹا گوندھ لیتے، گھر والوں پر بار نہ ڈالتے، اپنا کام بس اپنے ہاتھ سے فرماتے بلکہ اپنے گھر والوں کے کام میں لگے رہتے تھے، مثلاً اپنا جوتا گانٹھ لیتے تھے، اپنا کپڑا اسی لیتے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ منجملہ بشر کے ایک بشر تھے، گھر کے اندر مخدوم و ممتاز ہو کر نہ رہتے تھے اپنے کپڑوں میں جوئیں خود دیکھ لیتے تھے کہ شاید کسی کی چڑھ گئی ہو، اپنی بکری کا دودھ نکالتے تھے (ترمذی شریف) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا، نہ کسی عورت کو، نہ خادم و غلام کو، حتیٰ کہ نہ جہاد میں، آپ ﷺ کو اگر کسی نے کوئی تکلیف پہنچائی مگر آپ ﷺ نے کبھی بدلہ نہ لیا، البتہ محرمات کے ارتکاب پر حدود کے لئے اس سے انتقام لیتے تھے (مسلم شریف) غرض اپنی ذات کے لئے کبھی

کسی سے بدلہ نہ لیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آٹھ برس کا تھا اور دس برس میں نے آپ کی خدمت کی، میرے ہاتھ سے کوئی نقصان بھی ہو گیا تو آپ ﷺ نے کبھی ملامت نہیں کی، اگر آپ ﷺ کے گھروالوں میں سے کسی نے ملامت کی بھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے، جانے دو، اگر دوسری بات مقدر ہوتی تو وہی ہوتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مریضوں کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے، جنازے کے ساتھ جاتے۔ ترمذی شریف میں ہے کہ آپ ﷺ سے کوئی مصافحہ کرتا تو جب تک وہ اپنے ہاتھ کونہ ہٹاتا خود اس کے ہاتھ سے ہاتھ نہ نکالتے تھے، کلام کے وقت کسی سے منہ نہ پھیرتے تھے جب تک وہ خود اپنا منہ نہ پھیر لیتا تھا۔ آپ ﷺ کسی پاس بیٹھنے والے کی طرف پاؤں نہ پھیلاتے تھے، صف میں سب کے برابر بیٹھتے تھے، آپ ﷺ ہر وقت کشادہ رو، نرم مزاج تھے جب آپ ﷺ کے سامنے کوئی بات کرتا آپ ﷺ اس کے بات کرنے تک خاموش رہتے، ہاں کوئی حد شرع سے بڑھتا تب اس کو کاٹ دیتے خواہ منع کر دیتے یا اٹھ کر چلے جاتے، آپ ﷺ پر دیسی کی گفتگو اور سوال میں بے تمیزی کرنے پر تحمل فرماتے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کافروں کے ساتھ اخلاق:

یہ اخلاق تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنوں یعنی مومنین کے ساتھ تھے۔ اب اُغیار و مخالفین یعنی کافرین کے ساتھ آپ کے اخلاق کو دیکھئے۔ کافرین دو قسم کے تھے، ایک کافرین مقابلین و معاندین (یعنی آپ ﷺ کی مخالفت اور مقابلہ کرنے والے)۔ دوسرے کافرین غیر مقابلین۔ ہر ایک کے ساتھ آپ کے اخلاق الگ الگ ذکر کرتا ہوں۔

حضور علیہ السلام کا اپنے مد مقابل کفار کے ساتھ اخلاق:

آپ ﷺ کا مخالفین کے ساتھ جو برتاؤ تھا وہ بھی عجیب بلند حوصلگی اور اخلاق کی بلندی تھی چنانچہ ایک موقع پر آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! مشرکین پر بددعا کیجئے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں بددعا کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا، میں تو صرف رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

ہاں کبھی اپنے مالک حقیقی سے فریاد کے طور پر کچھ کہہ دینا کہ ان کی شرارت سے آپ ﷺ کی حفاظت ہو یہ اور بات تھی، چنانچہ طائف میں آپ ﷺ کو کفار کے ہاتھوں اس قدر اذیت پہنچی کہ جس کو آپ نے جنگِ احد سے بھی زیادہ سخت فرمایا ہے، اس وقت جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو پہاڑوں کے فرشتہ سے ملایا، اس نے آپ ﷺ کو سلام کیا اور عرض کیا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں پہاڑوں کے فرشتہ ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھ کو آپ ﷺ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ ﷺ مجھ کو حکم دیں، آپ ﷺ چاہیں تو دونوں پہاڑوں کو ان لوگوں پر ملا دوں جس سے یہ سب پس جاویں۔ اللہ اللہ، آپ ﷺ کا حوصلہ، آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ میں اُمید کرتا ہوں کہ شاید اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا کریں جو صرف اللہ ہی کی

عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ یہ تو ان مخالفین کا ذکر ہوا جو مد مقابل اور برسرِ پیکار رہتے تھے ان کے ساتھ آپ ﷺ کے اخلاق کا بیان تھا۔

حضور علیہ السلام کا اپنے غیر مد مقابل کفار کے ساتھ اخلاق:

اب ان مخالفین کے ساتھ آپ کے اخلاق کا حال دیکھیے! جن پر آپ کو باضابطہ قدرت بھی تھی، ان کے ساتھ برتاؤ، برائی کا بدلہ بھلائی کے ساتھ ہوتا تھا۔ چنانچہ واقعہ ہے کہ کچھ یہودی مسلمانوں کی رعیت ہو کر مدینہ طیبہ میں آباد تھے ایک یہودی کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کچھ قرض تھا، اس نے ایک مرتبہ آپ ﷺ کو اس قدر تنگ کیا کہ ظہر سے اگلے دن صبح تک آپ ﷺ کو مسجد سے گھر بھی نہ آنے دیا، صحابہ ؓ نے اس کو دھمکایا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو معاہدہ پر ظلم کرنے سے منع فرمایا ہے بے چارے صحابہ خاموش ہو گئے، جب دن چڑھا تو یہودی نے کہا: اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد انک رسول اللہ ایمان لے آیا اور کہنے لگا، میں نے تو یہ سب اس لئے کیا تھا کہ آپ ﷺ کی صفت جو تورات میں ہے کہ محمد ابن عبد اللہ ہیں، پیدائش مکہ میں ہے اور ہجرت کا مقام مدینہ ہے، اور سلطنت شام میں ہوگی اور آپ ﷺ نہ سخت خو ہیں نہ ترش رو، نہ بازاروں میں شور و غل کرنے والے ہیں اور نہ بے حیائی کا کام کرنے والے، نہ بے حیائی کی بات آپ کی وضع۔ مجھ کو یہ دیکھنا تھا کہ دیکھوں آپ ﷺ وہی ہیں یا نہیں؟ چنانچہ میں نے دیکھ لیا آپ وہی ہیں، بس کہتا ہوں اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد انک رسول اللہ لوگوں کی ایذا رسانی پر سب سے زیادہ صبر کرنے والے اور سب سے بڑھ کر حلیم تھے، برائی کرنے والے سے درگزر فرماتے، جو شخص آپ ﷺ سے بدسلوکی کرتا تھا آپ اس سے نیک سلوک فرماتے، جو شخص آپ ﷺ کو نہ دیتا آپ ﷺ اس کو دیتے، جو شخص آپ ﷺ پر ظلم کرتا آپ ﷺ عفو و کرم فرماتے، اپنی ذات کے لئے آپ ﷺ نے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا۔

سیرت بن ہشام میں مروی ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص ♦ کے بھائی عقبہ بن ابی وقاص نے اُحد کے روز آپ ﷺ پر پتھر چلایا، اس سے آپ کا دندان مبارک جانب راست کا شکستہ ہو کر جھڑ گیا، لوگوں نے عرض کیا آپ ان پر بددعا کیجئے، آپ نے فرمایا: اللہم اھد قومی فانہم لا یعلمون اے اللہ! میری قوم کو ہدایت کیجئے تحقیق یہ جانتے نہیں ہیں۔ اللہ اکبر! کیا عجیب اخلاق عظیم ہیں، کیا خوب حوصلہ ہے، کیا عجیب حلم ہے، کیا ہی کچھ ایثار ہے، اللہ اللہ! پتھر کھا کر بھی پھول برسائے۔

63 سالہ حیات نبوی ﷺ کی ایک جھلک

تحریر: مولانا مفتی محمد راشد ڈسکوی (جامعہ فاروقیہ، کراچی)

سیدنا مولانا حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت پیر کے روز صبح صادق کے وقت ربیع الاول، عام الفیل۔ بمطابق اپریل ۵۷۱ء میں ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے چند مہینے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد محترم ”عبداللہ“ کی وفات ہو گئی، آپ کے دادا جان ”عبدالمطلب“ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی ”محمد بن عبد اللہ بن عبدالمطلب“ ہے اور آپ کی والدہ محترمہ ”سیدہ آمنہ کی طرف سے آپ کا نام ”احمد“ تجویز ہوا۔ ابولہب کی آزاد کردہ باندی ”ثوبیہ رضی اللہ عنہا“ کے چند دن دودھ پلانے کے بعد شرفاء قریش کی عادت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ”حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا“ کی رضاعت میں دے کر مضافات مکہ میں بھیج دیا، اس وقت آپ ﷺ آٹھ دن کے تھے۔

ولادت کے چوتھے سال شق صدر کا واقعہ پیش آیا، مؤرخین لکھتے ہیں کہ شق صدر کا واقعہ چار بار پیش آیا، ایک زمانہ طفولیت میں حضرت حلیمہ سعدیہ کے پاس، دوسری بار دس سال کی عمر میں پیش آیا۔ (فتح الباری: ۳۸۱/۱۳) تیسری بار: واقعہ بعثت کے وقت پیش آیا۔ (مسند ابی داؤد الطیالسی، ص: ۲۱۵) اور چوتھی بار: واقعہ معراج کے موقع پر (صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۳۴۹)۔ بعض نے پانچویں بار کا شق صدر بھی ذکر کیا ہے، لیکن وہ صحیح قول کے مطابق ثابت نہیں ہے (سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۱/۷۵) آپ تقریباً چھ سال تک ”حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا“ کی پرورش میں رہے۔

ولادت کے چھٹے سال آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ ؓ نے اپنے میکے میں ایک ماہ قیام کیا، وہاں سے واپسی پر مقام ابواء میں ان کا انتقال ہوا اور وہیں مدفون ہوئیں (شرح المواعظ للزرقانی: ۱۶۰/۱)

ولادت کے ساتویں سال آپ اپنے دادا عبدالمطلب کی تربیت میں پروان چڑھتے رہے۔ اور ولادت کے آٹھویں سال ”دادا محترم“ کا انتقال ہو گیا، دادا کے انتقال کے بعد آپ اپنے چچا ”ابوطالب“ کی پرورش میں آئے (طبقات ابن سعد: ۱/۷۴) اور ولادت کے بارہویں سال آپ نے اپنے چچا کے ساتھ شام کے پہلے تجارتی سفر میں شرکت کی، اسی سفر میں بحیرہ راہب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی پیشین گوئی بھی دی (الخصائص الکبریٰ: ۸۴/۱)

اور ولادت کے چودھویں سال یا پندرہویں سال اور بعض روایات کے مطابق بیسویں سال عربوں کی مشہور لڑائی ”حرب الفجار“ پیش آئی، اس جنگ میں آپ اپنے بعض چچاؤں کے اصرار پر شریک تو ہوئے لیکن

قتال میں حصہ نہیں لیا (روض الانف: ۱۲۰/۱) اور ولادت کے سولہویں سال میں آپ نے اہل مکہ کے حلف الفضول نامی معاہدے میں شرکت کی۔ اور ولادت کے پچیسویں سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال لے کر تجارت کا دوسرا سفر شام کی طرف کیا، سفر سے واپسی پر اس سفر میں پیش آنے والے واقعات، تجارتی نفع اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و واقعات سن کر دو مہینہ اور پچیس روز کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو نکاح کا پیغام بھجو کر آپ سے نکاح کر لیا (طبقات ابن سعد: ۸۳/۱) اور ولادت کے پینتیسویں سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کی ہونے والی تیسری تعمیر کے وقت حجر اسود کو اپنے دس اقدس سے نصب فرما کر خانہ جنگی کے لئے کمر بستہ قبائل قریش کے درمیان باہمی محبت و الفت پیدا فرمادی اور اس کٹھن مرحلے کو بحسن خوبی انجام خیر تک پہنچایا (سیرت ابن ہشام: ۶۵/۱) حیات طیبہ کے انتالیس سالوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کردار ایسا بے مثال رہا کہ اپنے تو اپنے بلکہ غیروں کی زبان پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صادق اور امین ہیں۔ ولادت کے چالیسویں سال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ وقت غار میں گزارا یہاں ہی آپ کے سر پر نبوت کا تاج رکھا گیا۔

نبوت کے پہلے سال غارِ حرا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سورہ علق کی پہلی پانچ آیات نازل ہوئیں (شرح المواہب: ۲۰۷/۱) باتفاق مؤرخین آپ ﷺ کو نبوت اتوار کے دن عطا ہوئی، لیکن مہینہ کے بارے میں مؤرخین کا اختلاف ہے ابن عبد البر کے نزدیک آٹھ ربیع الاول کو نبوت سے سرفراز ہوئے، اس قول کی بنا پر بوقت بعثت آپ کی عمر چالیس سال تھی۔ جب کہ ابن اسحق کے قول کے مطابق سترہ رمضان کو آپ کو نبوت ملی، اس قول کے مطابق بوقت بعثت آپ کی عمر چالیس سال اور چھ ماہ تھی حافظ ابن حجر نے اسی قول کو ترجیح دی ہے (فتح الباری، کتاب التعییر: ۳۱۳/۱۲)۔ نبوت کے دوسرے سال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم خفیہ تبلیغ فرماتے رہے، اسی سال حضرت خدیجہ، حضرت ورقہ بن نوفل، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت جعفر بن ابی طالب، حضرت عقیف کندی، حضرت طلحہ، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت خالد بن سعید، حضرت عثمان بن عفان، حضرت عمار، حضرت صہیب، حضرت عمرو بن عمنسہ اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم اجمعین آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے یہ سب اور کچھ دیگر صحابہ سابقین اولین صحابہ کہلاتے ہیں۔

نبوت کے تیسرے سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متنبی حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت اسامہ کی ولادت ہوئی۔ نبوت کے چوتھے سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علی الاعلان دعوت دین دینے کا حکم ہوا، جس کی بنا پر کفار خصوصاً قریش کی طرف سے بھی کھلم کھلا دشمنی، اور بغض و عداوت کا مظاہرہ ہونے لگا اور اسی سال حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ولادت ہوئی۔ نبوت کے پانچویں سال حضرت جعفر بن ابی

طالب رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے اسی سال حبشہ کی طرف پہلی اور دوسری ہجرت ہوئی، پہلی ہجرت میں گیارہ مرد اور پانچ عورتیں شامل تھیں (فتح الباری: ۱/۱۸۰) اور دوسری ہجرت میں چھیاسی مرد اور سولہ عورتیں شامل تھیں (سیرت ابن ہشام: ۱/۱۱۱) اسی سال حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو ابو جہل ملعون کے ہاتھوں شہادت نصیب ہوئی، یہ اسلام کی خاطر شہید ہونے والی پہلی خاتون ہیں۔ نبوت کے چھٹے سال حضرت حمزہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما مشرف بہ اسلام ہوئے اور ان کی برکت سے مسجد حرام میں نماز اعلانیہ ادا کی گئی (شرح المواہب: ۱/۲۷۶) نبوت کے ساتویں سال مقاطعہ قریش کا واقعہ پیش آیا، آپ علیہ السلام کے ساتھی بنو ہاشم اور بنو مطلب شعب ابی طالب میں محصور کر دیئے گئے، اسی دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی ولادت ہوئی (روض الانف: ۱/۲۳۲) نبوت کے آٹھویں سال مشرکین مکہ کے مطالبہ پر شق قمر کا بے مثال معجزہ رونما ہوا (البدایہ والنہایہ: ۳/۱۱۸) نبوت کے نویں سال میں بھی شعب ابی طالب میں ہی محصور رہے۔

نبوت کے دسویں سال مقاطعہ ختم ہوا (طبقات ابن سعد: ۱/۱۳۹) اور اسی سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کا انتقال ہوا۔ ان کے انتقال کے تقریباً تین یا پانچ دن بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سال کو عام الحزن قرار دیا (شرح المواہب: ۱/۲۹۱)۔ اسی سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے ہوا اور اسی سال حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں، لیکن رخصتی نہیں ہوئی اور اسی سال واقعہ طائف بھی پیش آیا (البدایہ والنہایہ: ۳/۱۳۵) نبوت کے گیارہویں سال مدینہ سے آنے والے حاجیوں میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت سے تقریباً چھ آدمی مشرف بہ اسلام ہوئے اس سے انصار کے اسلام کا آغاز ہوا (البدایہ والنہایہ: ۳/۱۴۸)۔ نبوت کے بارہویں سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی اور اسی موقع پر امت پر پانچ نمازیں فرض ہوئیں اسی سال بیعت عقبہ اولیٰ ہوئی اس میں ۱۲ افراد مشرف بہ اسلام ہوئے (شرح المواہب: ۱/۳۱۶) نبوت کے تیرہویں سال بیعت عقبہ ثانیہ ہوئی جس میں ۳۷ مرد اور ۲ عورتوں نے اسلام قبول کیا۔ اسی سال مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت مل گئی اسی سال قریش نے نعوذ باللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کی سازش سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہاں سے ہجرت کرنے کی اجازت دیدی ہے۔ اجازت ملنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

حیات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مدنی دور:

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد کی حیات مبارکہ کا دور ”مدنی دور“ کہلاتا ہے جو کہ بڑا تابناک دور ہے جس میں آپ علیہ السلام کی اُن تھک کوششوں، محنتوں اور قربانیوں کے سبب اسلام کو غلبہ ہی غلبہ ملا، آپ علیہ السلام کی جائزہ جماعتِ قدسیہ کے سرفروشنوں نے اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے آپ علیہ السلام کے اشاروں پر اپنا تن من دھن سب کچھ لٹا دیا (رضی اللہ عنہم اجمعین)۔ آپ علیہ السلام کے اس بے مثال دور کا نقشہ کھینچنے کی منظر کشی اتنی طویل ہے کہ شاید کئی ضخیم جلدات کا پیٹ بھی اس موضوع کو اپنے میں نہ سما سکے ذیل میں بہت ہی اختصار کے ساتھ ہجرت کے بعد کی زندگی کو اشارۃً بطور ایک جھلک کے پیش کیا جاتا ہے۔

ہجرت کے پہلا سال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تین دن تک غارِ ثور میں روپوش رہنے کے بعد یکم ربیع الاول مدینہ منورہ کی جانب ہجرت فرمائی۔ اسلام کی پہلی مسجد مسجدِ قباء کی بنیاد رکھی، مدینہ کے یہودی اور آس پاس کے رہنے والے قبیلوں سے امن اور دوستی کا عہد نامہ ہوا۔ اسی سال حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اسی سال مسجدِ نبوی کی بھی تعمیر کی گئی۔ اذان و اقامت کی ابتداء بھی کی گئی۔ انصار اور مہاجرین کے درمیان ایک مثالی بھائی چارہ قائم ہوا جس کی نظیر تاریخِ عالم میں نہیں مل سکتی۔ اسی سال شوال میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رخصتی بھی ہو گئی۔

ہجرت کے دوسرے سال مسلمانوں پر جہاد فرض ہوا رمضان کے روزے، زکوٰۃ، صدقۃ الفطر اور عیدین کی نمازیں فرض ہوئیں۔ مسجدِ اقصیٰ کے بجائے بیت اللہ کو جہت قبلہ قرار دیا گیا سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا وصال بھی اسی سال ہوا، حق و باطل کا پہلا غزوہ بدر بھی اسی سال پیش آیا۔ ہجرت کے تیسرے سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت حفصہ بنت عمر بن خطاب ♦ سے اور اس کے بعد حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی ولادت ہوئی آپ ﷺ کی لخت جگر ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا۔ گستاخانِ رسول کعب بن اشرف اور ابورافع کو جہنم رسید کیا گیا اسی سال غزوہٴ احد کا واقعہ پیش آیا۔

ہجرت کے چوتھے سال: بنو نضیر کی جلا وطنی ہوئی، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی اسی سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا اور شراب کے حرام ہونے کا حکم بھی اسی سال نازل ہوا۔ ہجرت کے پانچویں سال شرعی پردہ کا حکم نازل ہوا۔ زنا کی سزا کا حکم ہوا صلوة الخوف کی مشروعیت ہوئی۔ تیمم کی اجازت ملی، واقعہ اُفک ہوا اور اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکیزگی اور صفائی میں سورۃ النور نازل ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا، غزوہٴ خندق، غزوہٴ بنی مصطلق اور غزوہٴ بدر معونہ پیش آیا جس میں ۷۰

حفاظ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دھوکے سے شہید کیا گیا۔

ہجرت کے چھٹے سال مالدار مسلمانوں پر حج فرض ہوا، سورۃ الفتح نازل ہوئی۔ اسی سال حدیبیہ کی صلح ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲۰۰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ہمراہ حج کے لئے روانہ ہوئے صلح حدیبیہ سے واپسی کے بعد دیگر ممالک کے بادشاہوں کو دعوتی خطوط روانہ فرمائے۔ اس سال مدینہ منورہ میں قحط پڑا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے دور ہوا۔

ہجرت کے ساتویں سال غزوہ خیبر پیش آیا اس غزوہ سے واپسی پر لیلۃ التعلیس کا واقعہ پیش آیا جس میں پورے لشکر کی نماز فجر قضا ہو گئی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ ایک یہودی عورت زینب بنت حارث کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر دینے کی کوشش کی گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان، حضرت میمونہ بنت حارث اور حضرت صفیہ بنت حی جی ۶۷ سے نکاح ہوا، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری زوجہ ہیں۔ ہجرت کے آٹھویں سال حضرت خالد بن ولید اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما مشرف بہ اسلام ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرۃ القضاء فرمایا غزوہ موتہ اور فتح مکہ کا عظیم الشان واقعہ پیش آیا۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ غزوہ حنین و طائف ہوا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے والد ابوقحافہ ♦ نے اسلام قبول کیا۔ اسی سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

ہجرت کے نویں سال غزوہ تبوک پیش آیا اور اس غزوہ سے واپسی پر منافقین کی بنائی ہوئی مسجد ضرار کو منہدم کر دیا گیا۔ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول کی موت ہوئی۔ اسی سال ستر (۷۰) سے زائد وفود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سورۃ التوبہ نازل ہوئی، اسی سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج سے ایڑ ملا، کیا اور قسم کھائی کہ ایک مہینہ تک تمہارے قریب نہیں آؤں گا۔ اسی سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے سے گرے، جس کی وجہ سے دائیں پہلو اور پنڈلی پر خراش آئی، اسی سال حج فرض ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر الحج بنا کر تین سو افراد کے ساتھ حج کے لئے بھیجا گیا۔ ہجرت کے دسویں سال مسلمہ کذاب نے اور اسود عسی نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا۔ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا۔ اس خطبہ میں آپ ﷺ کی تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن موجود تھیں جن کی تعداد ۹ تھی۔ اور صحابہ کرام کی تعداد ۱۰۰،۰۰۰ (ایک لاکھ) سے متجاوز تھی۔ اس موقع پر اسلام کے سارے اصول سمجھادیئے گئے۔ جاہلیت کی رسموں کو اور شرک کی باتوں کو ملیا میٹ فرما دیا اور امت کو الوداع کہتے ہوئے پوری امت مسلمہ بلکہ پوری کائنات کو یتیم کرتے ہوئے اپنے محبوب حقیقی اللہ جل جلالہ سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا محمد اکرام القادری (خانیوال)

درویشی کی فضیلت و اہمیت

تحریر: مولانا حافظ غلیل الرحمن راشدی (سیالکوٹ)

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں درویشی پر پڑھنے کا خود ہمیں حکم فرمایا ہے: ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما (آیت ۵۶، سورۃ احزاب)۔ بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود اور سلام بھیجو۔ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں اصل مقصود آیت کا مسلمانوں کو یہ حکم دینا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام بھیجا کریں۔ مگر اس کی تعبیر و بیان میں اس طرح فرمایا ہے کہ پہلے حق تعالیٰ نے خود اپنا اور اپنے فرشتوں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عمل صلوٰۃ کا ذکر فرمایا اس کے بعد عام مومنین کو اس کا حکم فرمایا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف و عظمت کو اتنا بلند فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں جس کام کا حکم عام مسلمانوں کو دیا جاتا ہے وہ کام ایسا ہے کہ خود حق تعالیٰ اور اس کے فرشتے بھی وہ کام کرتے ہیں تو عام مومنین جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات بے شمار ہیں ان کو تو اس عمل کا بڑا اہتمام کرنا چاہئے اور ایک فائدہ اس تعبیر میں یہ بھی ہے کہ اس سے درود و سلام بھیجنے والے مسلمانوں کی ایک بہت بڑی فضیلت یہ ثابت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کام میں شریک فرمایا جو کام حق تعالیٰ خود بھی کرتے ہیں اور اس کے فرشتے بھی۔ (معارف القرآن)۔

محسن اعظم ﷺ کا تحفہ درویشی:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم تمام مسلمانوں کے لئے محسن اعظم ہیں۔ آپ ﷺ کا بے کراں اور بے پناہ احسان ہمارے اوپر دنیا میں بھی ہے اور برزخ میں بھی اور آخرت میں بھی ہے۔ آپ ﷺ جیسا عظیم ترین محسن کسی بھی مومن کے لئے کوئی بھی نہیں ہے اور اسی وجہ سے تمام مومنین کے لئے آپ کی ذات مقدسہ سے بڑھ کر کوئی بھی چیز محبوب نہیں ہے اور دنیا کا دستور ہے کہ جب کوئی شخص اپنے کسی دوست اور محبوب کے پاس جاتا ہے تو کچھ نہ کچھ تحفہ تحائف لے کر جاتا ہے اگر خالی ہاتھ جائے گا تو اپنے حق میں نہایت ندامت اور شرمندگی محسوس کرے گا بلکہ اگر خود نہیں جا رہا ہے کوئی دوسرا جا رہا ہے تو جانے والے کے ہاتھ تحفہ بھیجا جاتا ہے جب بات ایسی ہے تو جب ہمارے سامنے ہمارے محسن اعظم کا ذکر آئے گا تو کیا ہم پر اپنے محسن اعظم کے لئے تحفہ بھیجنا لازم نہ ہوگا؟ ضرور لازم ہوگا اور ہمارے محسن اعظم ﷺ کا تحفہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے خود ہی

بتلا دیا ہے کہ میرے لئے یہی تحفہ ہے کہ تم مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔ اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل محمد کما تحب وترضی عدد ما تحب وترضی تفسیر روح المعانی میں نقل فرمایا ہے کہ ایک مجلس میں اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی بار بار آتا ہے تو کم از کم ایک مرتبہ درود شریف پڑھنا ہر مومن پر لازم اور واجب ہو جاتا ہے اور ہر مرتبہ پڑھنا رائج قول کے مطابق مستحب ہے (روح المعانی مطبع دار الفکر ۱۱۷/۱۲ مطبع مصطفائیہ ۸۱/۲۲)

درود شریف نہ بھیجنے والے کی بد نصیبی:

امام ابو بکر بنی ہاشمیؓ نے اپنی کتاب شعب الایمان میں ایک حدیث شریف نقل فرمائی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا کہ سب منبر کے قریب ہو جاؤ تو تمام صحابہ ﷻ قریب ہو گئے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر کی پہلی سیڑھی پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا آمین۔ اور جب دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا آمین۔ اور جب تیسری پر قدم رکھا تو فرمایا آمین۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے اتر آئے تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے آپ سے گزارش کی کہ آج آپ سے کچھ ایسی باتیں سنیں اور دیکھیں جو اس سے قبل کبھی نہیں سنی گئیں۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے تھے جب میں نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو رمضان المبارک یوں ہی لا پرواہی سے گنوا دینے والوں کے بارے میں یوں بددعا فرمائی کہ ایسے شخص پر ہلاکت و بربادی و تباہی ہے جس نے رمضان المبارک کا مہینہ پایا پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہو سکی، اس لئے کہ رمضان کا پہلا عشرہ نزول رحمت کا اور دوسرا عشرہ گنہگاروں کی مغفرت کا اور تیسرا عشرہ ایسے لوگوں کی جہنم سے خلاصی کا ہے جن کے بڑے بڑے گناہوں کی وجہ سے اُن کا نام جہنمیوں کی فہرست میں آچکا ہے جب ایسا مبارک مہینہ ہے جس میں جہنمیوں کو جہنم سے رہا کر دیا جاتا ہے اس کو لا پرواہی میں گزر دیا ہے اور اس کی مغفرت نہیں ہو سکی اس سے بدتر کون ہو سکتا ہے؟ اس لئے جبرئیل امین ﷺ نے بددعا فرمائی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر آمین کہی ہے۔ جب میں نے دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو ایسے لوگوں پر بددعا فرمائی جن کے سامنے میرا ذکر آیا ہو اور انہوں نے میرے اوپر درود پاک کا تحفہ پیش نہ کیا ہو، اس لئے محسن اعظم کے لئے تحفہ پیش کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے جس نے درود شریف کا تحفہ پیش نہیں کیا وہ بہت بڑا بے وفا ہے اس لئے اس پر بددعا کی گئی اور آپ ﷺ نے اس پر آمین کہی ہے۔

جب میں نے منبر کی تیسری سیڑھی پر قدم رکھا تو ایسے لوگوں پر جبرائیل امین نے بددعا کی جنہوں نے بوڑھے کمزور ماں باپ کو پایا اور ماں باپ کی خدمت کر کے ان کو راضی کر کے ان کی نیک دعاؤں کی برکت سے اپنے آپ کو جنت کا حقدار نہ بنا سکے اور اس کو ان کی خدمت سے دونوں جہانوں کی بھلائی نصیب نہ ہو سکی ہو۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے یہاں تین قسم کے لوگوں کی دعائیں بے کار نہیں جاتیں۔ ۱۔ ماں باپ کی نیک دعاء

یابدعاء اولاد کے بارے میں ۲۔ روزہ دار کی دعاء یا مسافر کی دعاء حالت سفر میں ۳۔ مظلوم کی بددعاء ظالم کے بارے میں (لیس بینہ و بین اللہ حجاب۔ الحدیث) جب بوڑھے ماں باپ کی خدمت اور ان کو راضی کر کے بآسانی جنت حاصل کر سکتا ہے مگر پھر بھی اس نے موقع سے فائدہ نہیں اٹھایا اور ماں باپ کے ساتھ وفاداری نہیں کی اس لئے جبرائیل ♦ نے بددعاء فرمائی اور آپ ﷺ نے اس پر آمین کہی۔ یہاں اس حدیث شریف کے ذکر کرنے کا مقصد صرف درود شریف کی اہمیت ہے۔

جمعہ کے دن درود شریف کی فضیلت:

ابوداؤد شریف، ابن ماجہ شریف اور مسند امام احمد بن حنبل اور سنن کبریٰ نسائی میں ایک حدیث شریف منقول ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن کثرت سے درود شریف پڑھنے کی بڑی اہمیت کے ساتھ فضیلت بیان فرمائی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کا دن سب سے افضل ترین دن ہے۔ اسی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور اسی میں ان کی وفات ہوئی اور اسی دن قیامت کا صور پھونکا جائے گا اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ لہذا امت کو توجہ دلا کر فرمایا کہ اس دن درود شریف کی فضیلت بہت زیادہ ہے، غافل نہ رہیں اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ امت جو درود پڑھتی ہے وہ میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے جب آپ نے یہ فرمایا تو اس پر صحابہ کرام ؓ نے یہ سوال کیا کہ یا رسول اللہ آپ کی قبر میں تو آپ کی ہڈیاں بھی گل کر پرانی اور بوسیدہ ہو چکی ہوں گی، تو پھر اس کے پاس درود پیش کرنے کا کیا فائدہ ہوگا؟ تو اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے اجساد کو اللہ تعالیٰ نے زمین اور مٹی پر حرام فرمادیا ہے وہ اپنی جگہ قیامت تک صحیح سالم رہیں گے عن اوس بن اوس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان من افضل ايامکم يوم الجمعة فيه خلق ادم وفيه قبض وفيه النفخة وفيه الصحفة واكثروا علی من الصلوة فيه فان صلوتکم معروضة علی فقلوا یا رسول اللہ وكيف تعرض صلوتنا علیک وقد ارمیت ای قد بليت قال ان اللہ قد حرم علی الارض ان تأکل اجساد الانبياء۔

ترجمہ: حضرت اوس بن اوس ♦ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ تمہارے دنوں میں سے سب سے افضل ترین دن یوم جمعہ ہے اسی میں حضرت آدم (علیہ السلام) کو پیدا کیا گیا اور اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کی وفات ہوئی اور اسی دن قیامت کا صور پھونکا جائے گا اور اسی دن قیامت قائم ہوگی اس لئے اس دن بکثرت درود پڑھا کرو، اس لئے کہ تمہارا درود میرے پاس پہنچایا جائے گا تو صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ﷺ کی خدمت میں کیسے پیش کیا جاسکتا ہے جب کہ آپ ﷺ کی ہڈیاں بھی گل گئی ہوں گی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے اجساد کو حرام فرمادیا ہے۔

جمعہ کے دن سو درود شریف کی حیرت انگیز برکت:

امام ابوبکر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب شعب الایمان میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی روایت نقل کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ قریب وہی ہوگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود بھیجتا ہے اور فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن سومرتبہ درود شریف پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی سوحا جتیں پوری فرماوے گا ان میں سے تیس حاجتیں دنیا میں پوری فرمائے گا اور باقی ستر حاجتیں آخرت میں پوری فرماوے گا اور اس کا درود شریف آپ کی خدمت میں فرشتہ اس طرح لے جا کر پیش کرتا ہے جیسا کہ تم میں سے کوئی دوسرے کے پاس تحفہ اور ہدیہ بھیجتا ہے اور بھیجنے والے کا نام اور اس کے باپ دادا اور خاندان کا نام لے کر پیش کرتا ہے (شعب الایمان ۱۱۱/۳)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک روایت مروی ہے کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جمعہ کے دن سومرتبہ درود شریف بھیجتا ہے تو قیامت کے دن اس کے چہرہ پر ایک نور چمکتا ہوا دکھائی دے گا کہ تمام لوگ حیرت کریں گے کہ اُس نے آخر کون سا ایسا عمل کیا ہے جس کی وجہ سے یہ درجہ ملا ہے: قال علی من صلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الجمعة مائة مرة جاء یوم القيامة وعلی وجہہ من النور نور یقول الناس ای شیء کان یعمل ہذا (شعب الایمان ۱۱۲/۳) ترجمہ: حضرت علی فرماتے ہیں کہ جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جمعہ کے دن سومرتبہ درود شریف بھیجے گا تو وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کے چہرہ پر ایسا نور چمکتا ہوگا کہ تمام لوگ کہیں گے کہ اس نے ایسا کیا عمل کیا ہے جس سے یہ مقام ملا ہے؟

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کے لئے بزرگوں سے منقول چند مجرب درود شریف:

حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ زاد السعید میں تحریر فرماتے ہیں کہ سب سے زیادہ لذیذ تر اور شیریں تر خاصیت درود شریف کی یہ ہے کہ اس کی بدولت عشاق کو خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت حاصل ہو جاتی ہے۔

(۱) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ترغیب اہل السعادت میں لکھا ہے کہ شب جمعہ میں دو رکعت نماز نفل پڑھے اور ہر رکعت میں گیارہ بار آیت الکرسی اور گیارہ بار سورۃ قل ہو اللہ احد اور بعد سلام سو بار یہ درود شریف پڑھے ان شاء اللہ تین جمعے نہ گزرنے پائیں گے کہ زیارت نصیب ہوگی وہ درود شریف یہ ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَاصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ (۲) شیخ موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے جو شخص دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں بعد الحمد کے پچیس بار سورۃ قل ہو اللہ احد اور بعد سلام کے یہ درود شریف ہزار مرتبہ پڑھے تو دولت زیارت نصیب ہو۔ وہ درود شریف یہ ہے: صَلِّی اللّٰہُ عَلٰی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ .

جمعہ کے روز کثرت درود شریف:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے اسی (۸۰) مرتبہ یہ درود شریف پڑھے اللھم صل علی محمد النبی الامی وعلی الہ وسلم تسلیما تو اس کے اسی (۸۰) سال کے گناہ معاف ہوں گے اور اسی (۸۰) سال کی عبادت کا ثواب اس کے لئے لکھا جائے گا اور دارقطنی کی ایک روایت میں یہ درود النبی الامی تک ہے اور اس روایت کو حافظ عراقی رحمہ اللہ نے ”حسن“ بتایا ہے۔ اور الجامع الصغیر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث پر ”حسن“ کی علامت لگائی ہے۔ (فضائل درود مصنفہ مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ)

فضائل درود شریف:

جمعہ کے مبارک دن میں کثرت درود شریف کی احادیث میں بہت فضیلت آئی ہے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ میرے اوپر جمعہ کے دن کثرت سے درود بھیجا کرو، اس لئے کہ یہ ایسا مبارک دن ہے کہ ملائکہ اس میں حاضر ہوتے ہیں اور جب کوئی شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے تو وہ درود اُس کے فارغ ہوتے ہی مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے انتقال کے بعد بھی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! انتقال کے بعد بھی اللہ جل شانہ نے زمین پر یہ بات حرام فرمادی ہے کہ وہ انبیاء کے بدنوں کو کھائے پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے، رزق دیا جاتا ہے۔

(۲) حافظ ابن قیم رحمہ اللہ سے نقل کیا گیا ہے کہ جمعہ کے دن درود شریف کی زیادہ فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اطہر ساری مخلوق کی سردار ہے اس لئے اس دن کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے ساتھ ایک ایسی خصوصیت ہے جو اور دنوں کو نہیں۔ (فضائل درود مصنفہ مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ)

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھ پر کسی کتاب میں درود لکھے، اس وقت تک اس کو ثواب ملتا رہے گا جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں لکھنے والے پر فرشتوں کا درود بھیجتے رہنا اور ایک اور روایت میں ملائکہ کا استغفار کرتے رہنا بھی آیا ہے (از فضائل درود شریف ایضاً)

حدیث: ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جمعہ کے روز میرے اوپر کثرت سے درود بھیجا کرو اس لئے کہ میری امت کا درود ہر جمعہ کو پیش کیا جاتا ہے (جیسا کہ اوپر حدیث میں آیا ہے) (از فضائل درود شریف ایضاً)

حدیث: ایک حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ میرے اوپر روشن رات (جمعہ کی رات) اور روشن دن (جمعہ) میں کثرت سے درود بھیجا کرو اس لئے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے اور میں تمہارے لئے دعاء و استغفار کرتا ہوں (بحوالہ بالا)

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو بندہ مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھے اللہ جل شانہ اس پر دس دفعہ درود بھیجتے ہیں۔ (بحوالہ بالا)

حدیث: حضرت انس ♦ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلا شک قیامت میں ہر موقع پر مجھ سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر کثرت سے درود پڑھنے والا ہوگا۔ (بحوالہ بالا)

حدیث: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اس شخص کے لئے کہ جس نے عرض کیا تھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں سارے (دعاؤں کے) وقت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے لئے مقرر کر دوں تو کیسا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایسی صورت میں اللہ جل شانہ تیرے دنیا اور آخرت کے سارے فکروں کی کفالت فرمائے گا۔

دروود شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا جاتا ہے:

(۱) اکثرُوا الصلوة علی فان اللہ وکل بی ملکاً عند قبری فاذا صلی علی رجل من امتی قال ذلک الملک یا محمد ان فلان بن فلان صلی علیک الساعۃ (قطبی فی السنن عن ابی بکر، کنز العمال ج اول حدیث ۸۲۷۸) ترجمہ: حضرت ابو بکر ♦ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر میری قبر کے پاس ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے پس جب مجھ پر میری امت میں سے کوئی شخص درود بھیجتا ہے تو وہ فرشتہ کہتا ہے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! بے شک فلاں کے بیٹے فلاں نے آپ پر ابھی درود بھیجا ہے۔

جب قبر اطہر پر سلام پڑھا جائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں:

(۲) ما من عبد یسلم علی عند قبری الا وکل اللہ بہ ملکاً یبلغنی وکفی امر آخرتہ ودنیاه وکنت لہ شہیداً او شفیعاً یوم القیامۃ (بیہقی فی شعب الایمان عن ابی ہریرۃ، کنز العمال ج اول حدیث ۲۱۹۳) ترجمہ: حضور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بندہ جب مجھے قبر کے پاس سلام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر ایک فرشتہ مقرر کرتا ہے جو مجھ تک (وہ سلام) پہنچاتا ہے اور اس کے دنیا و آخرت کے کاموں کی کفایت ہو جاتی ہے اور میں اس کے لئے قیامت کے دن گواہ یا شفیع ہوں گا۔

(۳) من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی من بعید علمته (صحیح ابوشیخ عن ابی ہریرۃ، کنز العمال ج اول حدیث ۱۹۵) ترجمہ: (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھ پر میری قبر کے پاس درود پڑھے گا میں اس کو خود سنوں گا اور جو مجھ پر دور سے درود بھیجتا ہے وہ مجھے بتایا جاتا ہے۔

روضہ اقدس پر فرشتے سلام پہنچاتے ہیں:

(۴) ان اللہ اعطیٰ ملکا من الملائكة اسماء و اسم ابیه و قال یا محمد صلی علیہ و آلہ و سلم القیامة لا یصلی علی احد صلاة الا سماه باسمه و اسم ابیه و قال یا محمد صلی علیہ و آلہ و سلم ان ابن فلان و قد ضمن لی ربی تبارک و تعالیٰ انه ارد علیہ بكل صلاة عשרا. (ابن النجار عن عمار بن یاسر، کنز المال ج ۱ حدیث ۲۲۱۵ و طبرانی عن ابن یاسر، کنز العمال ج ۲۲۲۲ حدیث ۲۲۲۲) ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے کچھ فرشتوں کو لوگوں کی باتیں سننے کی طاقت دی ہوئی ہے وہ قیامت تک میری قبر پر کھڑے رہیں گے جو بھی مجھ پر درود پڑھے گا وہ فرشتہ اس کا نام اس کے باپ کا نام لے کر کہے گا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! فلاں بن فلاں نے آپ پر درود پڑھا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اس بات کی ضمانت دی ہے کہ میں (یعنی اللہ تعالیٰ) اس کے لئے ہر درود پر دس نیکیاں لکھوں گا۔

روزانہ ہزار بار درود پڑھنے کی برکت

(۵) من صلی علی فی یوم الف مرة لم یمت حتیٰ یشیر بالجنة. ترجمہ: جس نے مجھ پر ایک دن میں ہزار مرتبہ درود شریف پڑھا اس کو موت نہیں آئے گی، جب تک کہ اس کو جنت کی بشارت نہ دیدی جائے۔

ایک مرتبہ درود شریف سے دس درجات کی بلندی:

نسائی شریف میں حضرت انس بن مالک ♦ سے ایک روایت مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرماتا ہے اور اس کے دس گناہ معاف فرما دیتا ہے اور جنت میں اس کے لئے دس درجات بلند کر دیتا ہے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب قدس اللہ سرہ العزیز نے فضائل درود شریف میں نقل فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اولاد دس کا وعدہ کیا گیا ہے اور بعد میں ستر کا وعدہ ہے (فضائل درود شریف ص ۱۲، مسند امام احمد بن حنبل ۲/۱۱۷، الترغیب والترہیب ۲/۳۲۵)

نسائی کی روایت ان الفاظ سے مروی ہے: (۲) عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علی صلوة واحدة صلی اللہ علیہ عشر صلوات وحطت عنہ عشر خطیئات و رفعت له عشر درجات (نسائی شریف ۱/۱۴۵، شعب الایمان ۲/۲۱۰، حدیث ۲۵۵۲)

ترجمہ: حضرت انس ♦ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص میرے اوپر ایک دفعہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت نازل فرمائے گا اور اس کی دس خطائیں معاف کرے گا اور اس کے دس درجات بلند کرے گا۔

آپ ﷺ کی قبر شریف پر درود پہنچانے کے لئے فرشتہ مقرر:

امام زکی الدین منذریؒ نے اپنی کتاب الترغیب والترہیب میں حضرت عمار بن یاسرؓ سے ایک حدیث نقل فرمائی ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر پر ایک فرشتہ صرف اس کام کے لئے مقرر فرمادیا ہے کہ جو مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک بھیجے گا اس کو آپ کی قبر مبارک تک پہنچا دے اور اس فرشتہ کو اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق کی باتیں سننے کی قدرت عطا فرما رکھی ہے آپ فرماتے ہیں کہ جب دنیا سے گزر جاؤں گا تو جب بھی کوئی شخص مجھ پر درود سے اور غائب سے درود شریف بھیجے گا یہ فرشتہ اس شخص کا نام اور اس کے باپ دادا کا نام بھی آپ سے آ کر بتا دے گا کہ فلاں کے بیٹے فلاں نے آپ کو درود شریف کا تحفہ پیش کیا اور فرماتے ہیں کہ قیامت تک جب بھی کوئی شخص درود شریف پڑھے گا یہی فرشتہ اس کو پہنچایا کرے گا پھر اللہ تعالیٰ اس شخص پر ایک مرتبہ کے عوض میں دس بار رحمت نازل فرمائے گا اور امام طبرانیؒ نے اپنی معجم کبیر میں ایک حدیث نقل فرمائی ہے اس میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روئے زمین میں اللہ تعالیٰ نے کچھ فرشتوں کو اس لئے مقرر فرما رکھا ہے تاکہ وہ پوری دنیا میں گشت لگایا کریں اور امت محمدیہ میں سے جو بھی درود و سلام پڑھے اس کو آپ کی خدمت میں پیش کیا کریں۔

(۴) عن عبد اللہ بن مسعود ♦ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للہ

ملائکۃ سیاحین فی الارض یبلغوننی عن امتی السلام (المعجم الکبیر ۱۰/۲۲۰، شعب

الایمان ۲/۲۱۸ حدیث ۱۵۸۲، نسائی شریف ۱/۱۴۳)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود ♦ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بے شک اللہ کے کچھ ایسے فرشتے ہیں جو روئے زمین میں گشت لگاتے ہیں اور میری امت کی طرف سے مجھ کو سلام پہنچایا کرتے ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب قدس اللہ سرہ العزیز نے ان دونوں حدیثوں کو نقل فرما کر اشکال کا جواب بھی دیا ہے کہ جو فرشتہ قبر اطہر پر متعین ہے اس کا کام صرف یہی ہے کہ امت کا درود و سلام آپ کی خدمت میں پیش کیا کرے اور فرشتوں کی جو جماعت روئے زمین میں گشت کرتی ہے اس کا اصل کام ذکر کے حلقوں کو تلاش کرنا ہے اور جب ذکر کے حلقوں میں درود شریف بھی ہوتا ہے تو قبر اطہر پر درود پہنچانے کے لئے جو فرشتہ متعین ہے وہ فرشتہ اس کو بھی پہنچاتا ہے مگر ملائکہ سیاحین بھی اس درود کو آپ کی خدمت میں پہنچانا اپنے لئے باعث عزت و تقرب سمجھتے ہیں اس لئے یہ فرشتے بھی پہنچاتے ہیں (المعجم الکبیر ۱۰/۲۲۰، شعب الایمان ۲/۲۱۸، حدیث ۱۵۸۲، نسائی شریف ۱/۱۴۳)

قبر اطہر کے پاس کا درود و سلام آپ ﷺ خود سنتے ہیں:

امام بیہقیؒ نے اپنی کتاب شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک حدیث شریف نقل فرمائی ہے کہ آپ کا ارشاد ہے کہ جو شخص میری قبر کے پاس آ کر درود و سلام پیش کرتا ہے اس کو میں خود سنتا

ہوں اور جو شخص دور سے مجھ پر درود و سلام بھیجتا ہے وہ مجھ تک پہنچایا جاتا ہے۔

(۵) عن ابی ہریرۃ ♦ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائیا ابلغته . الحدیث . (شعب الایمان ۲/۲۱۸ حدیث ۱۵۸۳، مشکوٰۃ شریف ۱/۸۷)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ ♦ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص مجھ پر میری قبر کے پاس آ کر درود پڑھتا ہے میں اس کو خود سنتا ہوں اور جو شخص دور سے مجھ پر درود بھیجتا ہے اسے مجھ تک پہنچایا جاتا ہے۔
درود شریف سے صدقہ خیرات کا ثواب:

ترمذی شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بخیل اور کنجوس وہی شخص ہے جس کے سامنے آپ ﷺ کا ذکر آئے اور وہ شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کا تحفہ نہ بھیجتا ہو ”البخیل من ذکر عندہ فلم یصل علی (ترمذی شریف ۲/۱۹۳)

امام ذکی الدین منذری رحمہ اللہ نے صحیح ابن حبان کے حوالہ سے حضرت ابوسعید خدری ♦ کی ایک روایت نقل فرمائی ہے کہ جو شخص مال و دولت کے اعتبار سے بہت غریب اور فقیر ہو اور اس کی یہ آرزو اور تمنا ہو کہ اگر دولت ہوتی تو خوب صدقہ و خیرات کرتا، جس کے ذریعہ بآسانی جنت نصیب ہو جاتی نیز مومن کا پیٹ خیر و بھلائی سے اس وقت تک نہیں بھرتا جب تک اس کو جنت حاصل نہ ہو جائے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ خیرات کی تلائی اور برابری کے لئے اپنی دعاؤں میں ان الفاظ سے درود شریف پڑھنا کافی ہوگا:
اللہم صل علی محمد عبدک ورسولک وصل علی المؤمنین والمؤمنات والمسلمین
والمسلمات (الترغیب والترہیب ۲/۳۲۸) ترجمہ: اے اللہ تیرے بندے اور تیرے رسول محمد ﷺ پر درود و رحمت نازل فرما اور تمام مومنین اور مومنات اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں پر رحمت کاملہ نازل فرما۔
جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا هُوَ اَهْلُهُ کی بے شمار فضیلت:

حضرت امام طبرانی نے معجم کبیر ج ۱۱ ص ۱۶۵ میں حضرت عبداللہ بن عباس ♦ سے نقل فرمایا ہے کہ جو شخص یہ درود شریف ایک بار پڑھے گا ستر فرشتے ایک ہزار دن تک ثواب لکھتے لکھتے تھک جائیں گے، اس حدیث شریف میں ایک راوی ہانی بن التوکل کی کمزوری کی وجہ سے ضعف آ گیا ہے لیکن باب فضائل میں عمل کی گنجائش ہے خدا کی ذات سے ثواب کی بھی اُمید ہے جو کہ حدیث شریف میں ہے: عن ابن عباس ؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال جزى اللہ عنا محمدًا ما هو اهلہ اتعَب سبعین کتابا الف صباح (المعجم الکبیر ۱۱/۱۶۵، حدیث ۱۵۰۹، الترغیب والترہیب ۲/۳۲۹ فضائل درود شریف ص ۴۴) حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ آقائے نامدار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جزى اللہ عنا محمدًا ما هو اهلہ پڑھے گا فرشتے ایک ہزار یوم تک ثواب لکھتے لکھتے تھک جائیں گے۔

مذہبی رواداری

وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کی دیوالی کی تقریب میں شرکت سے متعلق اہم تحریر

تحریر: شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب

اسلام نے دوسرے مذاہب کے پیروؤں کے ساتھ رواداری کی بڑی فراخ دلی کے ساتھ تعلیم دی ہے۔ خاص طور پر جو غیر مسلم کسی مسلمان ریاست کے باشندے ہوں ان کے جان و مال، عزت و آبرو اور حقوق کے تحفظ کو اسلامی ریاست کی ذمہ داری قرار دیا ہے۔ اس بات کی پوری رعایت رکھی گئی ہے کہ انہیں نہ صرف اپنے مذہب پر عمل کرنے کی آزادی ہو بلکہ انہیں روزگار، تعلیم اور حصول انصاف میں برابر کے مواقع حاصل ہوں۔ اُن کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ رکھا جائے اور ان کی دل آزاری سے مکمل پرہیز کیا جائے، ہمارے فقہاء کرام نے یہاں تک لکھا ہے کہ ”اگر کسی شخص نے کسی یہودی یا آتش پرست کو اے کافر! کہہ کر خطاب کیا، جس سے اس کی دل آزاری ہوئی تو ایسا خطاب کرنے والا گنہگار ہوگا“ (فتاویٰ عالمگیری ص ۵/۹)

قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ: ”اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات سے منع نہیں کرتا کہ جن لوگوں نے دین کے معاملے میں تم سے جنگ نہیں کی، اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا، ان کے ساتھ تم کوئی نیکی کا یا انصاف کا معاملہ کرو یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے“ (ترجمہ سورہ ۶۰ آیت ۸) اسی بنیاد پر احادیث کا ذخیرہ اور اسلامی فقہ اور تاریخ کی کتابیں غیر مسلم شہریوں کے ساتھ نہ صرف رواداری بلکہ حسن سلوک اور برابر کے انسانی حقوق کی تاکید و ترغیب سے بھری ہوئی ہیں (میں نے اپنی کتاب ”اسلام اور سیاسی نظریات“ میں ان تعلیمات کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے) لیکن رواداری، حسن سلوک اور انصاف کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ مذاہب کے درمیان فرق اور امتیاز ہی کو مٹا دیا جائے اور مسلمان رواداری کے جوش میں غیر مسلموں کے عقیدہ و مذہب ہی کی تائید شروع کر دیں یا اس عقیدہ پر مبنی مذہبی تقریبات میں شریک ہو کر یا ان کے مذہبی شعائر کو اپنا کر ان کے مذہب کے ساتھ یکجہتی کا مظاہرہ کریں، قرآن کریم نے اس سلسلے میں جو واضح طرز عمل بتایا ہے وہ یہ ہے کہ ”تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے میرا دین“۔

اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو شائستگی کے دائرے میں اپنے مذہبی تہوار منانے کا پورا حق حاصل ہے اور حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس میں نہ خود کوئی رکاوٹ ڈالے اور نہ دوسروں کو ڈالنے دے لیکن اس کا

مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ ان کی وہ مذہبی رسمیں جو ان کے عقیدے پر مبنی ہیں ان میں کوئی مسلمان انہی کے ایک فرد کی طرح حصہ لینا شروع کر دے، پچھلے دنوں ہندوؤں کے دیوالی کے تہوار کے موقع پر ہمارے متعدد سیاسی رہنماؤں نے رواداری کے جوش میں دیوالی کی تقریبات میں باقاعدہ حصہ لیا بعض رہنماؤں نے ہندوؤں سے بچتی کے اظہار کے لئے تلک بھی لگایا اور اس کے وسیع پیمانے پر فخریہ انداز میں نشر و اشاعت بھی ہوئی، خود ہمارے وزیر اعظم بھی دیوالی کی تقریب میں نہ صرف شریک ہوئے بلکہ ایک بھی کاٹا۔ اور اخباری اطلاع کے مطابق انہوں نے اس خواہش کا بھی اظہار کیا کہ انہیں ہولی کے موقع پر بھی بلایا جائے اور ان پر رنگ بھی پھینکا جائے غالباً ان کے ذہن میں یہ یکطرفہ پہلو رہا کہ ہندوستان میں مسلمانوں کے ساتھ عدم برداشت کے جو مظاہرے ہو رہے ہیں ان کے مقابلے میں پاکستان کی رواداری کو نمایاں کیا جائے کہ پاکستانی حکومت کس طرح ہندوؤں کی خوشی میں برابر کی شریک ہے لیکن یہ پہلو ان کی نظر سے اوجھل ہو گیا کہ دیوالی کے ساتھ بہت سے عقائد اور تصورات وابستہ ہیں جن کی بنیاد دیویوں اور دیوتاؤں کے مشرکانہ عقیدوں پر ہے اور اس طرف بھی ان کی توجہ نہ گئی کہ دیوالی میں شریک ہو کر کیک کاٹنے کا کیا مطلب ہے؟ اور اس کا پس منظر کیا ہے دنیا کے عام رواج کے مطابق عموماً کیک کاٹنے کی رسم کسی کے یوم پیدائش کے موقع پر ادا کی جاتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ دیوالی کے موقع پر کس کا یوم پیدائش منایا جاتا ہے؟ بہت سے ہندوؤں کے عقیدے میں دولت اور خوشحالی کی دیوی (goddess) لکشمی بھی دیوالی کے پہلے دن پیدا ہوئی تھی اور صحت و شفا کا دیوتا (god) دھن و منتری کا بھی یوم پیدائش یہی ہے (وکی پیڈیا)۔ چنانچہ دیوالی کے دنوں میں لکشمی کے بت کی پوجا دیوالی کی تقریب کا ایک اہم حصہ ہے جن لوگوں کا یہ عقیدہ ہے وہ کیک کاٹیں یا دیئے جلائیں یہ ان کے مذہب کا تقاضا ہے لیکن جو مسلمان توحید کا عقیدہ رکھتا ہو اور لا الہ الا اللہ پر ایمان اس کی شناخت کا لازمی حصہ ہو اس کے لئے اس عقیدے کے عملی مظاہرے کا حصہ بننا رواداری نہیں مدہانت اور اپنے عقیدے کی کمزوری کا اظہار ہے، خاص طور پر ملک کے وزیر اعظم کا برسر عام قول و عمل صرف ان کی ذات کی حد تک محدود نہیں رہتا بلکہ وہ پوری قوم کی طرف منسوب ہوتا ہے اس لئے اس میں تمام پہلوؤں کی رعایت اور مختلف جہتوں کے درمیان توازن قائم رکھنا ضروری ہے۔ وطن کے غیر مسلموں کے ساتھ رواداری، حسن سلوک اور ان کی باعزت اور آرام دہ زندگی کا خیال رکھنا یقیناً ضروری اور مستحسن ہے لیکن ہر چیز کی کچھ حدود ہوتی ہیں ان حدود سے آگے نکلنے ہی سے انتہا پسندی کی قلمرو شروع ہوتی ہے۔ غیر مسلموں یا ان کی عبادت گاہوں پر حملے کرنا یا ان کے اپنے مذہب پر عمل کرنے میں رکاوٹ ڈالنا یقیناً گناہ اور قابل مذمت ہے لیکن کسی مسلمان کا ان کے عقیدوں پر مبنی مذہبی رسوم میں شریک ہونا بھی ناجائز اور قابل مذمت ہے، اعتدال کا راستہ افراط و تفریط کی انتہاؤں کے درمیان سے گزرتا ہے۔

جامعہ خیر المدارس کے دارالافتاء سے جاری شدہ استفتاء اور اس کا جواب

چہرے کا پردہ ضروری ہے یا نہیں؟

مفتی محمد عبداللہ صاحب (رئیس دارالافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ:
کچھ لوگ کہتے ہیں کہ قرآن پاک کی آیت مبارکہ جو کہ سورۃ الاحزاب میں ہے: یا ایہا النبی قل لازواجک و بنتک و نساء المؤمنین یدنین علیہن من جلابیبہن مذکورہ آیت میں چہرے کے پردہ کی وضاحت نہیں ہے، تو جب آیت میں چہرے کا تذکرہ نہیں، لہذا چہرے کا پردہ بھی ضروری نہیں۔
آپ اس مسئلہ کی وضاحت فرمادیں، مہربانی ہوگی۔

چ

ال

آزاد، عاقلہ، بالغہ، جوان عورت پر چہرہ کا چھپانا شرعاً واجب ہے، انجمنی مردوں کے سامنے پردہ کیے بغیر آنا شرعاً جائز نہیں۔ قرآن و سنت، حضرات صحابہؓ، تابعینؓ، اور ائمہ کرامؒ کے ارشادات سے یہی ثابت ہے، خود ازواج مطہرات اور صحابیات رضی اللہ عنہن کا یہی معمول رہا ہے۔ اس کا کچھ نمونہ اور تفصیل پیش خدمت ہے۔
۱۔ قرآن کریم میں فرمان باری تعالیٰ ہے: یا ایہا النبی قل لازواجک و بنتک و نساء المؤمنین

یدنین علیہن من جلابیبہن (الاحزاب: ۵۹)

اس آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباسؓ ارشاد فرماتے ہیں:
”اہل ایمان کی عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ (گھروں سے باہر نکلتے ہوئے) اپنے سروں اور چہروں کو ڈھانپ کر رکھیں صرف ایک آنکھ کھلی ہو۔“

قال ابن عباس وابو عبیدۃ ؓ امر نساء المؤمنین ان یغطين رؤسهن و وجوههن بالجلابيب
الا عیناً واحداً۔ (تفسیر مظہری، جلد: ۷، صفحہ: ۴۱۹)

۲۔ علامہ فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر مفتاح الغیب میں اور علامہ شہاب الدین آلوسیؒ نے تفسیر روح المعانی میں محمد بن سیرین کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے عبیدہ سلیمانی سے ارشادِ ربانی ”یدنین علیہن من جلابیبہن“ کا معنی پوچھا تو انہوں نے عملی طور پر اس کا معنی اور مفہوم اس طرح سمجھایا کہ سر کے ساتھ چہرہ بھی چادر سے چھپا لیا اور صرف ایک آنکھ کھلی رہنے دی۔ (روح المعانی، تفسیر الرازی، الاحزاب، آیت نمبر ۵۹)

”عن محمد بن سیرین قال سألت عبیدۃ السلمانی عن هذه الآية (یدنین علیہن من جلابیبہن) فرفع ملحفه كانت علیہ فتتقع بها و غطی رأسه کله حتی بلغ الحاجبین و غطی وجهه و اخرج عینه اليسری من شق وجهه“ (روح المعانی، تفسیر الرازی، الاحزاب، آیت نمبر ۵۹)

۳۔ علامہ آلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ روح المعانی میں امام کسائی کے حوالہ سے آیت مذکورہ بالا کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

یدنین علیہن من جلابیہن ای: ”یتقنن بملاحفہن منضمۃ علیہن“ (روح المعانی)
۴۔ اسی آیت مبارکہ کی تفسیر میں علامہ ابن العربی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تفسیر احکام القرآن میں ایک روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سر راہ ایک عورت کو دُڑہ مارا، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دریافت کرنے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دوپٹہ اور جلباب (بڑی چادر جس سے سر اور چہرہ چھپایا جاتا ہے) اس پر نہ تھی، میں نے اس لیے اسے درہ مارا کیونکہ جلباب نہ ہونے کی وجہ سے میں نے اسے لوٹڑی خیال کیا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گویا خاموشی اختیار کی، اس سکوت سے معلوم ہوا کہ چہرہ کھولنے والی عورت سزا اور درہ کی مستحق ہے۔

”فاخبرها خبره فقال وابنة عمی ہی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکرتھا اذ لم ار علیہا جلباباً وظننتھا ولیدة.“ (احکام القرآن لابن العربی)

۲۔ آیت کریمہ ”واذا سألتموهن متاعاً فسلوهن من ورائی حجاب“ کی تفسیر میں حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں:

”اور اب سے یہ حکم کیا جاتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں تم سے پردہ کیا کریں گی، تو اب سے جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کہ باہر کھڑے ہو کر وہاں سے مانگا کرو، یعنی بے ضرورت تو پردہ کے پاس جانا اور بات کرنا بھی نہ چاہیے لیکن ضرورت میں کلام کا مضا فقہ نہیں، مگر روایت نہ ہونا چاہیے۔ (بیان القرآن، صفحہ: ۱۸۵)
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرات صحابیات چہرے کے علاوہ باقی اعضاء تو پہلے ہی چھپا کر رکھتی تھیں اس آیت میں چہرہ کو بھی چھپانے کا حکم دیا گیا۔

۶۔ بخاری شریف میں واقعہ فک بیان کرتے ہوئے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:
”جب میں قافلہ سے پیچھے رہ گئی تو میں اس خیال سے اسی جگہ بیٹھ گئی کہ وہ واپس مجھے ڈھونڈتے ہوئے آئیں گے، بیٹھے بیٹھے نیند کا غلبہ ہوا اور آنکھ لگ گئی، اس دوران جب حضرت صفوان بن المعطلؓ وہاں پہنچے تو ان کے ”انا للہ وانا الیہ راجعون“ پڑھنے کی وجہ سے میری آنکھ کھل گئی، تو فوراً میں نے چادر کے ساتھ اپنا چہرہ چھپا لیا۔ (الح)

”فاقمت فی منزلی الذی كنت به و ظننت انهم سيفقدونی فیرجعون الی فبینا انا جالسة فی منزلی غلبتني عینی فنمت وكان صفوان ابن المعطل السلمی ثم الذکوانی من وراء الجیش فادلج فاصبح عند منزلی فرأی سواد انسان نائم فاتانی فعرفنی حین رانی وكان یرانی قبل الحجاب فاستیقظت باستر جاعه حین عرفنی فخمّرت وجهی بجلبابی“ (الحديث)

(بخاری شریف، جلد: ۲، صفحہ: ۶۹۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فرمان ”فخمّرت وجهی بجلبابی“ سے معلوم ہوا کہ جوان عورت کیلئے چہرے کا پردہ ضروری ہے، اور امہات المؤمنین کا بھی معمول تھا، ورنہ اگر چہرہ کا پردہ ضروری نہ ہوتا اور اعضاء ستر سے مستثنیٰ ہوتا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس فعل کو نعوذ باللہ عبث کہنا پڑے گا۔

۷۔ اسی طرح ابوداؤد شریف، کتاب الحج میں مذکور ہے کہ ازواج مطہرات اور صحابیات حجۃ الوداع میں قافلہ حج میں شامل تھیں جب ان کے پاس سے مردوں کا قافلہ گزرتا تو باوجود احرام میں ہونے کے چہروں پر کپڑا ڈال لیتی تھیں، جب مردوں کا قافلہ گزرتا تو پھر کپڑا اٹھا لیتی تھیں۔

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت کان الركبان يَمْرُونَ بنا ونحن محرمات مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فاذا حاذوا بنا سَدَلْتُ إِخْدَانِيَا جَلْبَابَهَا من رأسها على وجهها فاذا جاوزونا كَشَفْنَاهُ“ (ابوداؤد شریف، جلد: ۱، صفحہ: ۲۶۸)

اگر چہرہ کا پردہ ضروری نہ ہوتا تو تکلف کی کیا حاجت تھی، بالخصوص حالت احرام میں جبکہ عورت کا احرام چہرے میں ہے کہ اسے کپڑا نہ لگے۔

۸۔ اسی طرح ایک صحابیہؓ کا بیٹا شہید ہو گیا تھا، اس کے جسد خاکی کو دیکھنے کیلئے اس کی والدہ حاضر ہوئیں تو انہوں نے چہرہ چھپایا ہوا تھا، کسی نے کہہ دیا کہ بیٹا شہید ہو گیا اور یہ پردہ کرتی پھرتی ہے، اس پر ان صحابیہ نے ارشاد فرمایا کہ: ”بیٹا فوت ہوا ہے، حیا تو ختم نہیں ہوئی۔“

جاءت امرأة الى النبي صلى الله عليه وسلم يقال لها ام خلاد وهي مُتَنَبِّةٌ تسأل عن ابنها و هو مقتول فقال لها بعض اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم جئت تسألين عن ابنك وانت مُتَنَبِّةٌ فقالت ان أُرْزَأُ ابني فلن أُرْزَأُ حيائي. (الحديث) (ابوداؤد شریف، جلد: ۱، صفحہ: ۳۵۹)

۹۔ ابوداؤد شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”المرأة عورة فاذا خرجت استشرفها الشيطان“ (ترمذی شریف، جلد: ۱، صفحہ: ۳۵۰)

اس ارشاد نبوی میں کل عورت کو ستر قرار دے کر اس کے مکمل واجب الستر ہونے کا فیصلہ فرمایا لہذا چہرے کا پردے سے استثناء اس حدیث کے خلاف ہے۔

۱۰۔ مفسر قرآن حضرت ابن عباسؓ اور حضرت مجاہدؓ نے بھی یہ فتویٰ صادر فرمایا کہ آزاد عورت اپنے چہرے اور سر کو ڈھانپ کر رکھیں۔ چنانچہ احکام القرآن (للجصاص) میں ہے:

’وقال ابن عباس ♦ ومجاهد تغطي الحرة اذا خرجت جبينها ورأسها خلاف الاماء“ (احکام القرآن للجصاص)

روح المعانی میں ہے:

”وقال ابن عباس وقتادة تلوى الجلباب فوق الجبين وتشده ثم تعطفه على الانف وان ظهرت عينها لكن تستر الصدر او معظم الوجه“ (روح المعانی)

۱۲۔ بخاری شریف میں آیت کریمہ: ”وليضربن بخمرهن على جيوبهن“ کی تفسیر کے تحت منقول ہے:

’ان عائشة كانت تقول لما نزلت هذه الآية “وليضربن بخمرهن على جيوبهن“ اخذن أُرْزُهُنَّ فشققنها من قبل الحواشي فاخترن بها“ (بخاری شریف، جلد: ۲، صفحہ: ۷۰۰)

۱۲۔ اس پر علامہ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں لکھتے ہیں: ”قوله: ”فاختمرن ای: غطین وجوہن، دوسری جگہ لکھتے ہیں: فاختمرن بها ولم تزل عادة النساء قديماً وحديثاً يسترن وجوہن عن الاجاناب.“ (فتح الباری شرح البخاری لابن حجر، کتاب التفسیر)

۱۱۔ حضرات فقہاء نے تصریح کی ہے کہ عورت کا اجنبی مرد کے سامنے چہرہ کھولنا شرعاً ممنوع و حرام ہے۔ اور اسے چھپانے کا حکم ہے۔ ”وتمنع المرأة الشاب من كشف الوجه بين الرجال لا لانه عورة بل لخوف الفتنة.“ (شامی، جلد: ۱، صفحہ: ۲۰۶)

قال ام ابوبكر الجصاص في هذه الآية دلالة على ان المرأة الشابة مأمورة بستر وجهها عن الاجنبيين. (احکام القرآن للجصاص)

۱۲۔ چہرے اور ہتھیلیوں کو بعض کتب میں پردے کے حکم سے جو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ بوڑھی عورت جو نکاح کے قابل نہیں رہی وہ اپنا چہرہ کھلا رکھ سکتی ہے، جوان عورت کیلئے چہرہ کھلا رکھنے کی اجازت نہیں۔ چنانچہ حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانویؒ آیت کریمہ ”والقواعد من النساء غیر متبرجت بزينة“ کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

”چہرے اور ہتھیلیوں کو پردے سے مستثنیٰ کرنے کا مطلب صرف یہ ہے کہ وہ بالذات ستر نہیں نہ یہ کہ عورتیں کھلی مہار اپنی صورتیں غیر مردوں کو دکھاتی پھریں، کیونکہ فتنہ کے احتمال سے یا بالغیر وہ بھی واجب الستر ہے، البتہ جہاں احتمال فتنہ کا نہ ہو مثلاً بڑی بوڑھی عورتیں جن کو کسی کے نکاح میں آنے کی امید نہ رہی ہو ان کو البتہ اس میں کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے زائد کپڑے جس سے چہرہ چھپا رہا ہے نامحرم کے رو براتار کر رکھیں۔“ (بیان القرآن، جلد: ۲، صفحہ: ۵۸۷)

۱۳۔ امام جصاص رحمہ اللہ نے چہرے اور ہاتھوں کے ستر نہ ہونے کی ایک توجیہ یہ بیان کی کہ حالت صلوٰۃ میں ان کا چھپانا ضروری نہیں بخلاف دیگر اعضاء کے کہ نماز میں ان کا چھپانا ضروری ہے۔

”وبدل على ان الوجه والكفين من المرأة ليسا بعورة ايضاً انها تصلى مكشوفة الوجه واليدين فلو كانا عورة لكان عليها سترهما كما عليها ستر ما هو عورة“ (احکام القرآن للجصاص)

الحاصل: قرآن و سنت، حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، تابعین کے ارشادات اور حضرات ازواج مطہرات اور صحابیات رضی اللہ عنہن کے عمل سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ اعضائے ستر سے چہرہ مستثنیٰ نہیں۔ نو جوان عورت پر چہرہ کا پردہ واجب ہے لوگوں کے سامنے اس کا کھولنا شرعاً حرام ہے۔ البتہ بوڑھی عورت جو نکاح کے قابل نہیں رہی اسے چہرہ کھولنے کی اجازت ہے، جوان عورت کیلئے حالت نماز میں ہاتھ اور چہرہ ستر سے خارج ہیں بشرطیکہ وہ گھر میں نماز پڑھ رہی ہو، لیکن لوگوں کی آمد و رفت کی جگہ مثلاً اسٹیشن وغیرہ پر نماز پڑھنے کی صورت میں نماز میں بھی چہرہ کھولنا ممنوع ہوگا۔..... فقط واللہ اعلم

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

رئیس دارالافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

۱۸/۱/۱۴۳۷ھ

ایک ہی وقت میں روزہ اور عیدین اور ان کی نمازیں: کیا یہ ممکن ہے؟

تحریر: پروفیسر محمد حمزہ نعیم صاحب (جھنگ)

میں نے پوچھا آپ نے سورج غروب ہوتے دیکھا ہے؟ جواب ملا ہم تو اوقات نماز کے نام سے تیار شدہ کیلنڈر کے مطابق دومنٹ احتیاط کے بعد اذان کہہ دیتے ہیں..... ماہ رمضان میں افطاری کے لئے ایک دومنٹ مزید احتیاط کر لیتے ہیں۔ میں نے عرض کیا اس کا مطلب ہے آپ کو نقشہ اوقات نماز اور اوقات طلوع وغروب شمس طے کرنے والوں پر سو فیصد اعتماد ہے جواب ملا پھر اور کیا کریں؟ روزانہ تو ہم غروب شمس کو نہیں دیکھ سکتے بلکہ مدتوں بعد بھی نہیں دیکھتے۔ اور یہ کہ ہمارا خیال ہے پورے پاکستان میں ہزاروں نہیں لاکھوں مساجد کا یہی نظام ہے یعنی جو وقت اہل علم، اہل حساب نے اپنی دیانتداری سے لکھ دیا تمام نمازی اور تمام روزے دار اُسی کو حق اور حتمی سمجھتے ہیں، عرض کیا: اچھا تو پھر آمد رمضان اور عید الفطر پر کیوں شور مچایا جاتا ہے اتنا کہ میڈیا کو شاید اور کوئی مسئلہ ان دنوں ملتا ہی نہیں اور ماوشما سب مفتی بلکہ مفتی اعظم بنے ہوتے ہیں کہ شاید مسلمانوں نے اتفاق نہ کرنے اور عید و صوم ایک ہی دن نہ کرنے کی قسم کھالی ہے، ہر کسی نے ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنا رکھی ہے، ہونا تو یہ چاہئے کہ بس جیسے ہی مکہ مکرمہ سے ہلال کا اعلان ہو پوری دنیا میں اُسی اعلان پر روزہ اور عید اعلان پر عید کی جائے مگر صاحب یہاں تو ہر ایک کا چاند لگ ہر ایک کا ماہ رمضان الگ، ہر ایک کی عید الگ، ہر ایک کا حج الگ اور ہر ایک کا یوم قربان الگ ہوتا ہے، عرض کیا ”میرے محترم! حج تو الگ ہو نہیں سکتا ایک ہی جگہ ہوتا ہے اور قطع نظر درست یا نادرست کے ایک ہی دن ہوتا ہے البتہ مسجدیں ہر جگہ الگ ہیں پاکستان میں لاکھوں ہیں، انڈیا میں لاکھوں ہیں، ملائیشیا، انڈونیشیا اور دیگر تمام اسلامی ممالک میں ہر شہر اور ہر گاؤں میں بے شمار مسجدیں ہیں یہ سب اپنی الگ ممتاز حیثیت رکھتی ہیں، مگر یہ سب پاک بیت اللہ کی شاخیں ہیں یوم نشوران سب کو بیت اللہ کے ساتھ جوڑ کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا کہ یہ تمام اللہ کے مقدس گھر

ہیں غیر مسلم ممالک میں موجود مساجد بھی بیت اللہ ہی کا حصہ ہیں اور وہ بھی اللہ کے مقدس گھر ہیں، ربع سکون پوری آباد دنیا کی مساجد میں نمازیں ادا کی جاتی ہیں، مکہ مکرمہ سے شروع ہونے والی مغرب کی اذان غروب آفتاب پر کہی جاتی ہے پھر جیسے جیسے دو منٹ چار منٹ کے وقفے سے سورج مغرب کو بڑھتا یا دوسرے الفاظ میں زمین کی مشرقی آبادی سے سورج مغرب کو سرک جاتا ہے وہاں اللہ اکبر کی گونج شروع ہو جاتی ہے پھر توحید الہی اور رسالت محمدی کا نعرہ گونجتا ہے ساتھ ہی اعلان کر دیا جاتا ہے کہ نماز کو آؤ اس بارگاہ عالی میں حاضری دواسی سے فلاح ملے گی اور پھر اللہ کی بڑائی اور وحدت ربانی کے بلند بانگ اعلان کے ساتھ اذان ختم ہو جاتی ہے، جی نہیں یہ اذان یہ اللہ اکبر کی گونج ابھی درمیان میں بھی نہ پہنچی تھی کہ اگلی بستی میں پھر اگلی بستی اور شہر میں حتیٰ کہ یہی گونج چلتے چلتے واپس منارہ ہائے حرم کعبہ تک پہنچنے سے پہلے پھر نئے سرکل سے شروع ہو جاتی ہے اور یوں توحید والو ہیبت ربانی اور رسالت و ختم معصومیت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلانات کا ایک نیا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

جی! آپ بتائیے کیا مغرب کی نماز پوری دنیا میں ایک ہی وقت میں ہوتی ہے، کیا عشاء کی نماز ایک ہی وقت میں ہوتی ہے؟ کیا طلوع فجر اور نماز فجر ایک ہی وقت میں ممکن ہے؟ کیا ظہر اور عصر کی نمازوں کے لئے شریعت نے کوئی حکم دیا ہے کہ اتنے بج کر اتنے منٹ پر ایک ہی وقت میں ہوں گی؟ کیا شریعت نے بتایا ہے کہ چونکہ ہم سورج کے غلام نہیں، ہم سورج اور چاند کو سجدہ نہیں کرتے، ہم ان کے پابند نہیں سورج رواں دواں ہے یا کھڑا ہو جائے ہم تو پوری دنیا میں ایک ہی وقت مثلاً پانچ بج کر بیس منٹ پر ہی نماز مغرب ادا کریں گے یا کم از کم روزانہ یعنی ہر تاریخ کا کوئی مخصوص وقت مقرر کر لیں گے اور جو اس سے آگے پیچھے نماز ادا کرے گا اس کی نماز قبول نہ ہوگی؟ کیا یہ ممکن ہے اور کیا پوری دنیا میں ایک ہی امام کے پیچھے ہر نماز ممکن ہے؟ کیا ایک ہی شہر مثلاً چارسدہ، پشاور، کوئٹہ کراچی یا جھنگ میں ایک ہی مقررہ منٹ کیا پوری دنیا میں ایک ہی منٹ پر ایک ہی امام کے پیچھے اقتداء کر کے نماز ادا کرنا ممکن ہے؟؟ کیا اس سوال کا جواب ”ہاں“ میں ممکن ہے؟

ذرا سوچئے! اللہ ہر کام میں ایساں (تیا من) پسند فرماتے ہیں اللہ نے سورج چاند ستاروں سیاروں کو سب کو دائیں سے بائیں چلایا ہے زندگی حرکت کا نام ہے ٹھہراؤ کا نتیجہ موت ہے، زمین کو اللہ نے بیضوی گولائی دی ہے اس کی کئی حرکتیں ہیں ایک حرکت اپنے محور کے گرد ایک حرکت سورج کے گرد، اسی طرح چاند

کی ایک حرکت اپنے محور پر، دوسری زمین کے گرد پھر زمین کے ہمراہ سورج کے گرد، سورج کی ڈیٹ لائن طے شدہ ہے جبکہ ہلال / چاند کی ڈیٹ لائن پر سفر کرتے ہوئے چاند زمین کے گرد مغرب سے مشرق کو اپنی ڈیٹ لائن 17DL پر چلتا ہے قرآن شمس و قمر کے بعد چاند اپنی ڈیٹ لائن پر سفر کرتے ہوئے جن زمینی علاقوں سے گزرتا ہے وہاں دائیں جانب ہلال کا نظر آنا ممکن ہوتا ہے مثلاً نیومون جنوبی افریقہ سے آسٹریلیا ہو کر واپس مغرب کو گھوم جائے گا تو یہی اس کی ڈیٹ لائن ہوگی اب یہ چاند مثلاً انڈیا کے جنوب میں گھوما ہے انڈیا میں داخل نہیں ہوا تو یہ چاند بصورت ہلال آسٹریلیا، انڈونیشیا، ملائیشیا اور جنوبی افریقی ممالک سے گزرے گا پھر جنوبی امریکا میں پہنچے گا انہی علاقوں میں نظر آ سکے گا۔ جغرافیائی اور ایسٹرونومکس علوم کے تحت ان علاقوں میں ہلال کے نظر آنے کے امکانات ہوں گے۔ تاہم شرعی طور پر اسے اول چاند (ہلال) تب شمار کیا جائے گا جب شرعی شہادت یعنی عینی روایت ہو کر عادل گواہ یا روایت عامہ ہو جائے گی۔

مذکورہ بالا صورت میں چاند کا بین الاقوامی راستہ پاکستان، سعودیہ، مصر، یورپ وغیرہ سے نیچے یعنی جنوب میں رہ جائے گا لہذا مذکور شمالی علاقوں میں ہلال نظر آنا ممکن نہیں ہوگا، خیال رہے کہ پہلی صورت یعنی امکان روایت کی صورت میں روایت ضروری نہیں، بادل، گرد و غبار اور دیگر احوال کی بنا پر ہلال نظر نہ آئے یہ بھی ممکن ہے اور شرعی شہادت، یعنی روایت پر روایت ہلال کا اعلان ہو جائے یہ بھی ممکن ہے لیکن مؤخر الذکر صورت میں یعنی جب ماہرین روایت، ماہرین ہیئت الافلاک یہ اعلان کر دیں کہ چاند اپنی ڈیٹ لائن پر چلتے ہوئے ان علاقوں سے گزرا ہی نہیں۔ اس کی ڈیٹ لائن جنوبی دنیا میں محدود رہ گئی ہے تو ماہرین روایت ہلال کا یہ فیصلہ کہ آج روایت ہلال ناممکن ہے تو اس ناممکن کو ممکن بنانا ناممکن ہے۔ اگر کوئی عقلمند یہ کہے کہ جناب یہ علوم فلک کے ماہر کہلانے والے شریعت کو کیا جانیں درست ہے۔ وہ شریعت کو جاننے کا دعویٰ نہیں کر رہے بلکہ ”دو منفی دو“ کی طرح روایت نہ ہونے عدم روایت کا دعویٰ کر رہے ہیں یہ ایسے ہی ہے کہ ایک شخص بڑا سخی ہے وہ سخاوت کا دعویٰ کر رہا ہے مگر آج خود اس کی جیب میں دو روٹیوں کے پیسے نہیں ہیں وہ دوسرے کو سخاوت میں کیا دے گا، آج اس کی صفت سخاوت صفت تنگدستی میں بدل چکی ہے (دو منفی دو: صفر کا روپ دھار چکی ہے) ہلال موجود نہیں، وہ پاکستان، مصر یا سعودیہ میں داخل ہی نہیں ہوا تو نظر کہاں سے آ جائے گا؟ البتہ یہ ممکن ہے کہ ہلال موجود ہے مگر فلکی احوال کی بنا پر مجھے نظر نہ آئے یا مجھے تو نظر آ جائے اور میرے کئی احباب کو نظر نہ آئے۔

عالمی قمری خط تاریخ کا ذکر ہوا تو یہ قمری خط بسا اوقات پاکستان اور سعودیہ میں ایک ہی شام کو گزرتا ہے کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ سعودیہ میں قمری خط تاریخ داخل ہو کر رویت ہلال ہو جاتی ہے مگر پاکستان میں نہیں، تاہم شمالی نصف کرہ ارض خصوصاً وسط ایشیائی ریاستیں، روس، کینیڈا وغیرہ میں اکثر اوقات جنوبی نصف کرہ ارض سے رویت ہلال ایک دن تاخیر سے ہوتی ہے اسی طرح ہم نے دیکھا ہے کہ مراکش، الجزائر وغیرہ میں رویت ہلال کا امکان ہوتا ہے جبکہ شمالی یورپ برطانیہ وغیرہ میں اُس شام ہلال کا نظر آنا ناممکن ہوتا ہے، کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ قمری عالمی خط تاریخ سعودیہ میں داخل نہیں ہوتا اس کے جنوب سے گزر کر افریقی اور جنوبی امریکہ کے ممالک میں پہنچ جاتا ہے اس طرح سعودیہ میں عدم رویت اور مذکورہ علاقوں میں رویت ہو جاتی ہے۔

چند الفاظ عدم وحدتِ صوم و عید کا اعتراض کرنے والوں کی خدمت میں:

مکہ اور مدینہ ہمارا مرکز ایمان ہے فرض کریں ہم فیصلہ کر لیتے ہیں کہ مکہ مکرمہ کی رویت پوری دنیا میں روزہ اور عید کی جائے جیسا کہ حج پروہیں کے اعلان پر عمل ہوتا ہے تو اگر عینی رویت پر ہی مکہ کی شمار کی جائے اور مراکش، جنوبی افریقہ، جنوبی امریکہ میں ہلال نظر آچکا ہو جبکہ مکہ مکرمہ میں ابھی رویت نہیں ہوئی تو کیا چاند نظر آجانے کے باوجود اور اُن مذکورہ علاقوں میں رویت عامہ کے باوجود ہم انہیں روزہ رکھنے اور (ہلال شوال پر) عید کرنے سے صرف اس لئے روک دیں گے کہ ٹھہرنا ابھی مکہ والوں کی رویت نہیں ہوئی اور کیا وہ آپ کا حکم مان لیں گے؟ شرعی عینی رویت جن علاقوں میں ہو چکی کیا ان کو مکہ مکرمہ کی رویت کا پابند کر کے اُن کی عینی رویت کی تکذیب کا کوئی شرعی جواز ہے؟ دوسری طرف مکہ مکرمہ کی عینی رویت کی شہادت کے باوجود اسٹریلیا اور مشرق بعید کے ممالک میں عدم رویت اور عدم شرعی شہادت کے باوجود روزہ رکھنا اور مکہ مکرمہ کی عینی رویت پر عید الفطر کا اعلان کیا درست ہوگا؟ مکہ مکرمہ کی مغرب کے وقت کا انتظار کر کے پاکستان میں مغرب کی نماز ادا کرنا اور مشرق بعید انڈونیشیا، آسٹریلیا، جاپان وغیرہ کے مسلمانوں کو مکہ مکرمہ کی مغرب کے وقت تک نماز مغرب ادا کرنے سے روک دینا کیا عقل و فہم کی دلیل ہوگی؟ اس وقت تک وہاں نصف شب ہو چکی ہوگی عین اسی طرح آفاق کے کونوں گوشوں کے مطالع کا فرق مشارق و مغارب کے اوقات کا فرق مد نظر رکھا جائے گا البتہ انتظامی حلقوں میں علماء کے حکم کے مطابق یعنی ایک ملک میں ایک رویت کا اعلان مناسب اور قابل عمل ہوگا۔

154

[illegible]

یاد رفتگان

حضرت مولانا عبدالبرقاسم ؒ کا تذکرہ خیر

از: مفتی محمد حماد صاحب القاسمی (جامعہ قاسم العلوم، کچہری روڈ ملتان)

حضرت شیخ التفسیر مفتی محمد شفیع ملتانی ؒ کے صاحبزادے جامعہ قاسم العلوم ملتان کے مہتمم استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالبرقاسم ؒ بھی رحلت فرما گئے یوں اسلاف کی روایات کے امین اور اکابر کا ایک نمونہ بھی ہم سے جدا ہو گئے۔ آپ کے والد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع ملتانی ؒ بانی جامعہ قاسم العلوم، جامعہ امینیہ دہلی کے فاضل اور حضرت مفتی کفایت اللہ دہلوی ؒ کے شاگرد رشید تھے، جنہیں حضرت مفتی کفایت اللہ ؒ نے خاص طور پر اپنی قلمی سند عطاء فرمائی تھی۔ حضرت مولانا عبدالبرقاسم ؒ کی پیدائش تقریباً ۱۹۳۶ء میں ہوئی آپ حضرت مفتی محمد شفیع ؒ کے اکلوتے صاحبزادے تھے جبکہ آپ کی چار ہمشیرہ گان تھیں جن میں سے اب صرف ایک ہمشیرہ حیات ہیں۔

تعلیم:

ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد کی نگرانی میں حاصل کی، حضرت قاری رحیم بخش صاحب سے حفظ قرآن کی سعادت حاصل کی اور جامعہ قاسم العلوم سے 1378ھ میں دورہ حدیث کیا آپ کے اساتذہ میں حضرت مفتی محمد شفیع، مفتی محمد عبداللہ ڈیروی، مولانا علی محمد، مولانا عبدالخالق، مفتی محمود ؒ جیسے اساطین علم شامل ہیں اور آپ کے خاص رفقاء میں حکیم العصر مولانا عبدالجبار لدھیانوی، مولانا ضیاء القاسمی، مولانا قاری محمد حنیف ملتانی ؒ، مولانا محمد اکرم مدظلہ اور مولانا محمد حسین بہاولنگری جیسی گرانقدر شخصیات شامل ہیں۔

تدریسی و انتظامی خدمات:

فراغت کے فوراً بعد آپ نے جامعہ قاسم العلوم ہی میں تدریس کا آغاز فرمایا اور یہ سلسلہ تقریباً ۱۴۲۵ھ تک جاری رہا پھر کچھ عوارض کی بناء پر تدریس موقوف کر دی آپ کے اسباق میں عموماً تفسیر، فقہ، اصول فقہ اور ادب کی کتب ہوتیں، آپ اچھے مدرس کے ساتھ ساتھ ایک بہترین مربی بھی تھے نہایت حکمت و بصیرت کے ساتھ طلبہ کی تربیت فرماتے۔ تدریس کے ساتھ ساتھ آپ بہترین انتظامی صلاحیتوں کے بھی مالک تھے چنانچہ ۱۳۹۴ھ میں مجلس شوریٰ نے آپ کو نائب مہتمم مقرر کیا اور پھر ۱۴۰۸ھ تک حضرت مفتی محمودؒ اور مولانا فیض احمدؒ کے دورِ اہتمام میں بحیثیت نائب مہتمم خدمات سرانجام دیں۔

دور اہتمام:

پھر ۱۴۰۸ھ میں حضرت مولانا فیض احمد ؒ کے استعفیٰ کے بعد آپ کو جامعہ کا مہتمم مقرر کیا گیا آپ کے دور اہتمام میں جامعہ نے تعلیمی و تعمیری میدان میں گرانقدر ترقی کی، آپ ہی کے دور میں جامعہ قاسم العلوم کچہری روڈ کی مسجد کی جدید تعمیر ہوئی، بچیوں کے لئے درس نظامی کی تعلیم پہلے مدرسہ خدیجہ الکبریٰ قائم کیا۔ مدرسہ جدید گلگشت کالونی میں نئی درسگاہیں خصوصاً جدید دارالحدیث، دارالنفیس، دارالاہتمام، دفتر مالیات، دارالافتاء اندر کے دارالتحقیق اور کتب خانہ تعمیر کرایا۔ بچیوں کی تعلیم کے لئے مستقل مدرسہ بنام ”جامعہ عائشہ صدیقہ □“ تعمیر کرایا۔ علاوہ ازیں کئی شاخیں تعمیر ہوئیں۔ شعبہ تخصصات کے منصوبے کا آغاز فرمایا اور اس منصوبے کے لیے تیرہ کنال کے رقبے میں عظیم الشان مسجد اور چند درسگاہوں کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے لیکن بوجہ اس منصوبے کی تکمیل نہ ہو سکی۔ جامعہ میں تخصص فی الافتاء کے شعبہ کا آغاز فرمایا پھر جامعہ کی گلگشت برانچ میں حالات مخدوش ہونے کے بعد جامعہ قاسم العلوم کچہری روڈ میں اس شعبہ کا آغاز فرمایا بحیثیت مہتمم آپ اساتذہ و طلباء کے لئے ہمیشہ ایک شفیق والد کے ادب میں رہے۔

تصنیفات:

آپ ایک بلند پایہ مصنف بھی تھے مختلف موضوعات پر تصنیفات کی کثیر تعداد چھوڑی، جن میں تاریخ، آغاز علم فقہ، نقش حیات امام اعظمؒ، حقیقت فقہ، تاریخ علم النحو، حقیقت اسم محمد، تاریخ ہجرت، حقیقت طالب علم، تاریخ مدارس دینیہ اور دیگر کئی کتب طبع ہو چکی ہیں۔

اعلیٰ اقدار کی حامل شخصیت:

آپ نہایت علم دوست، پیکر اخلاص اور صاحب تقویٰ شخصیت تھے۔ کم گو اور نہایت صاحب فراست تھے۔ انتہائی مستثنیٰ اور باوقار طبیعت کے مالک تھے اور صحیح معنوں میں اکابر کا نمونہ تھے۔ بزرگوں کی روایات و اقدار حقیقۃً ان میں نظر آتی تھیں ہر معاملے میں نہایت جچی تلی اور معتدل رائے کا اظہار فرماتے۔ اپنے اکابر خصوصاً حضرت مفتی کفایت اللہ، حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی، حضرت مفتی محمد شفیع ملتانی، حضرت مفتی محمود، حضرت مولانا خیر محمد جالندھری، حضرت بنوری ؒ کا تذکرہ اکثر فرماتے۔

ایک عجیب واقعہ:

ایسے ہی ایک مرتبہ اپنے بڑوں کی سادگی پر بات کرتے ہوئے فرمایا کہ جب حضرت مولانا خیر محمد جالندھری ؒ پاکستان تشریف لائے تو انہیں حسین آگاہی کے قریب قریب جگہ شروع میں ملی۔ حضرت والد صاحب مفتی محمد شفیع ؒ نے ایک تھیلے میں آٹا، چینی، دالیں اور دیگر ضروریات ڈالیں اور سر پر اٹھا کر پیدل حضرت مولانا خیر محمد ؒ کے پاس گئے میں چھوٹی عمر کا تھا ساتھ ساتھ گیا وہاں جا کر فرمایا کہ حضرت یہ ہماری

طرف سے آپ کی مہمانی ہے۔ آئندہ بھی کوئی خدمت ہو تو اس کے لئے حاضر ہوں۔ اکثر مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ عصر کے بعد گھنٹہ گھر تشریف لے آتے، خاکوانی خاندان کے نوابوں میں حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کا خاص اثر تھا۔ ان حضرات کو جامعہ خیر المدارس کے تعاون کی ترغیب دیتے۔ انہی کی ترغیب پر جناب صوفی عطاء محمد خان خاکوانی، مہتمم جامعہ نعمانیہ قدیر آباد نے جامعہ خیر المدارس کا موجودہ دارالحدیث تعمیر کروایا جس پر ابھی تک نواب صاحب کے نام کی تختی موجود ہے۔ حضرت مولانا عبداللہ صاحب نے فرمایا کہ جب اس دارالحدیث کی تعمیر مکمل ہوگئی تو میں بھی حضرت والد صاحب کے ساتھ دعا کے موقع پر موجود تھا۔ بعد میں اسی بناء پر حضرت مولانا محمد شریف جالندھری رحمہ اللہ سے محبت بھرا تعلق قائم رہا۔ حضرت مولانا عبدالبرقاسم رحمہ اللہ کے جنازے اور بعد میں تعزیت پر جب آیت الخیر حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہ تشریف لائے تو حضرت کے خاندان کے حضرت استاذ العلماء مولانا خیر محمد اور خیر المدارس سے تعلق کے ستر سالہ مناظر تازہ ہو گئے۔ قریب دور کے حضرات میں آپ کا سب سے گہرا تعلق اپنے دیرینہ رفیق حکیم العصر مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمہ اللہ سے تھا۔ گزشتہ سال جب ان کا انتقال ہوا تو اکثر فرماتے بھی! ہمارے دوست چلے گئے۔

وفات:

چند دن سے آپ سینے کے انفیکشن میں مبتلا تھے جس کی بناء پر سانس میں رکاوٹ محسوس ہوتی تھی بالآخر بیماری کا مختصر دورانیہ گزار کر دار آخرت کو روانہ ہو گئے آپ کا انتقال پیر کی رات مورخہ 9 نومبر 2015ء کو تقریباً سوا بارہ بجے رات ہوا۔ غسل اور تکفین کی سعادت آپ کے پرانے رفیق مولانا الہی بخش، مولانا سدید احمد، راقم الحروف اور حضرت کے صاحبزادگان خصوصاً جناب محمد سفیان قاسمی کو حاصل ہوئی۔ نماز جنازہ بعد نماز ظہر تبلیغی مرکز ابدالی مسجد ملتان میں ادا کی گئی نماز جنازہ کی امامت حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ نے کی۔ عوام اور علماء و مشائخ کا جم غفیر تھا جو والہانہ جنازے میں شرکت کے لئے آ رہا تھا۔ آپ کی تدفین حسن پروانہ کے قدیم قبرستان میں اپنے والد ماجد کے ساتھ ہوئی۔

اولاد و پسماندگان:

آپ کی نسبی اولاد میں اس وقت چھ بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں جب کہ دو بیٹے کم عمری میں انتقال کر چکے ہیں جبکہ روحانی و علمی پسماندگان کا تو اندازہ ہی نہیں لگایا جاسکتا۔ آپ کے بلا واسطہ اور بالواسطہ شاگردوں کی کثیر تعداد اندرون ملک اور بیرون ملک خدمات دینیہ میں مصروف عمل ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت کی خدمات دینیہ قبول فرمائیں ان کے ادارہ جامعہ قاسم العلوم کی حفاظت فرمائیں اور ہمیں بھی اپنے ان اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ اللہم لاتحرمننا اجرہ ولا تفتنا بعده، آمین

کتابی بزرگ

تحریر: مولانا حبیب الرحمن ہاشمی (ملتان)

حضرت مولانا محمد نافع صاحب جھنگوی ؒ سے میری دو مختصر ملاقاتیں ہیں، ایک بار مولانا کریم بخش صاحب کے ہمراہ فیصل آباد جاتے ہوئے کچھ دیر کے لیے رکے، مولانا کی زیارت کی، دعائیں بھی لیں اور رخصت ہوئے، تب مولانا کی صحت بہت بہتر تھی۔

دوسری بار برادر مڈاکٹر محمد عنایت اللہ، ڈاکٹر عبدالقادر صاحبان کے ہمراہ حاضری ہوئی، اب کی بار مولانا سخت علیل اور کرب کی کیفیت میں تھے، قدرے طبیعت سنبھلی تو ملاقات کا شرف بخشا، فرمانے لگے میرے جیسے آدمی کے لیے آپ نے اتنی تکلیف اٹھائی، طویل سفر اختیار کیا، میں نے دل میں کہا حضور! آپ جیسے آدمی ہی کی تلاش ہے، مجھے وہ نہایت شفیق اور خلیق لگے، خشونت اور بیہوشی سے بھی نہ گزری تھی، تو واضح، سادگی اور دھیمے پن نے از حد متاثر کیا، ہمیں تاسف تھا کہ اس مردِ نجیب کے ہاں اب حاضر ہو رہے ہیں جب چراغِ سحر بجھا چاہتا ہے۔

بوقت رخصت دعاؤں کے ساتھ کتب کا تحفہ بھی عنایت فرمایا، ایک کتاب ڈاکٹر محمد عنایت اللہ صاحب کو دی اور دو کتابیں مدرسہ تعلیم الاسلام کے کتب خانہ کے لیے وقف فرمائیں، جو اس مدرسہ کے لیے سرمایہ افتخار اور نعمتِ غیر مترقبہ ہے، برادر مکرم ڈاکٹر محمد عنایت اللہ صاحب بڑے ہی خوش قسمت ہیں کہ انہوں نے مولانا ؒ کی دعائیں اور توجہاتِ خوب سمیٹیں۔

موصوف مسلسل رابطے میں رہے، مولانا ؒ کے لیے ادویات وغیرہ بھیجتے رہے، ہر بار مولانا ؒ کے صاحبزادے جناب مولانا مختار عمر بذریعہ فون رسید کی اطلاع دیتے، مگر مولانا ؒ کی کریمانہ عادت اور خوردنوازی، وضع داری تھی کہ باوجودیکہ ضعف و پیرانہ سالی اور شدید بیماری کے بذریعہ گرامی نامہ نہ صرف مطلع فرماتے بلکہ اس معمولی سی خدمت کو بہت سراہتے، شکریہ ادا کرتے اور دعاؤں سے نوازتے، مولانا ؒ کی اس ادائے دلبرانہ پر ہم متحیر ہوئے، بہر کیف بڑے لوگوں کی بڑی باتیں.....۔

زمانہ طالب علمی میں مولانا ؒ کا نام کانوں میں پڑا تھا، استاذ محترم علامہ غلام رسول ؒ (استاذ

الحديث جامع رشیدیہ ساہیوال) نے اچھوتے موضوع پر الیسی کتاب ”رحماء بینہم“ فوائد نافعہ سیرت حضرت علی، سیرت حضرت امیر معاویہ اور سیرت حسنین شریفین ﷺ سے آشنا کر دیا تھا، مولانا رحمہ اللہ کا علم بے کراں قلم رواں، اسلوب ناصحانہ تھا۔

معتدل شکفتہ، شائستہ اور بلیغ انداز تحریر میں، ٹھوس علمی تاریخی اور فکری مضامین یوں لکھتے ہیں کہ دلوں کے بند در پیچ کھلتے چلے جاتے، مجھے تو اس انداز نے گرویدہ بنالیا تھا، مولانا رحمہ اللہ تاریخ کی خارزار وادی میں اترے اور مردانہ وار آگے بڑھے، فتنہ گروں کی اڑائی ہوئی گرد میں، اٹی ہوئی تابدار شخصیات کو یوں بے غبار کیا کہ ہر چہرہ رشک آفتاب و ماہتاب بن گیا، تاریخ کا پر ہیچ اور دشوار گزار سفر ایک غیر جانبدار مورخ اور طالب حق کی طرح طے کیا، مولانا رحمہ اللہ کا طرز فکر ایک سلیم الطبع، انصاف پسند، حق کے متلاشی انسان کو درست اور بے لاگ رائے قائم کرنے اور صحیح نتیجے تک پہنچنے میں مدد دیتا ہے، مولانا رحمہ اللہ کی کتب میں مناظرانہ جوش کے بجائے مورخانہ متانت زیادہ ملتی ہے، اسلوب جارحانہ نہیں، ناصحانہ ہے۔ مولانا رحمہ اللہ مسلکی تعصب سے دور اور فرقہ واریت سے نفور تھے، تاریخ کی اس خارزار وادی سے مولانا رحمہ اللہ اس خوبصورتی سے پار ہوئے کہ گروہی تعصب، بحث و مجادلہ، طعن و تشنیع، تنقیص و تحقیر کے کانٹوں سے اپنا دامن بچائے رکھا، الغرض مولانا رحمہ اللہ شعلہ نہیں شبنم تھے۔

مولانا رحمہ اللہ کو تکلف سے دور اور شہرت سے نفور پایا، کتابیں ہی اوڑھنا بچھونا تھیں، ٹھوس بنیادیوں پر مضبوط علمی تاریخی کام ایک کپے گھر میں بیٹھ کر کیا، جو واقعی کچا ہے اور سادگی کا ایک نمونہ ہے، قاری مولانا رحمہ اللہ کی کتب کو اور نئے لکھاری مولانا رحمہ اللہ کے اسلوب کو حرز جاں بنائیں۔ مولانا رحمہ اللہ کی کتب علمی مسافر کے لیے زادِ راہ اور مولانا رحمہ اللہ کا طرز اسوہ ہے۔

کتابوں میں جن علمائے حق کا تذکرہ پڑھا، مولانا ہو، ہوان کی تصویر تھے، علم و حلم کا پیکر، زہد و تقویٰ کا مجسمہ، سادگی و بذات کا نمونہ، عجز و انکساری میں ڈھلا ہوا وجود۔ یہ تھے مولانا محمد نافع رحمہ اللہ جو اسم بامسمیٰ تھے نام بھی نافع، کام بھی نافع، طبیعت میں سادگی تھی، لباس بھی سادہ زیب تن فرماتے تھے، استغناء خود داری، سادگی اور بذات نے مولانا رحمہ اللہ کو باوقار بنادیا تھا، بیماری کے ایام طویل اور تلخ تر تھے، جسم شمع کی طرح جلتا پگھلتا رہا، مگر قلب نافع سے حمد و ثناء کے چشمے اچلتے رہے، جلتی پگھلتی شمع ماحول کو اجالتے اجالتے ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گئی، سلف صالحین ♦ کی یہ سچی یادگار بھی آخر ہماری نظروں سے روپوش ہو گئی۔

انا لله وانا اليه راجعون

کُتب نما

تبلیغی و اصلاحی خطبات ۶ جلدیں:

مرتبہ: پروفیسر حافظ عبدالشکور صاحب
ناشر: ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک نوارہ ملتان

خطابت ایک خداداد جوہر ہے، جس کے ذریعہ خوابیدہ قلوب کو حرارت اور پڑمردہ جذبات کو حیات نو نصیب ہوتی ہے، بعض اوقات خطیب کا ایک آدھ بر محل جملہ سامع کی فکر و عمل کی دنیا میں انقلاب برپا کر دیتا ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں فرمایا گیا ان من البیان لسحرا کہ بعض بیانات و خطبات جادو کی مانند سرلیج الاثر ہوتے ہیں، برصغیر میں واقعہ ایسے خطباء و واعظین گزرے ہیں جن کی خطابت کو ”سحر حلال“ کہا جاسکتا ہے، یہ شخصیات اب اس دنیا میں نہیں رہیں اگرچہ اب ان کے انداز خطابت، اسلوب خطاب، لب و لہجہ کا زیروم اور صوتی سوز و گداز کی سماعت اور مشاہدہ ممکن نہیں تاہم ان کے خطبات و مواعظ اور ملفوظات کا قابل ذکر ذخیرہ محفوظ ہے، خطبات کے عنوان سے بہت سی کتابیں منصہ شہود پر آچکی ہیں، مزید کتب بھی بتدریج طبع ہو رہی ہیں، مذکورہ بالا کتاب ”تبلیغی و اصلاحی خطبات“ ماضی قریب اور موجودہ دور کے اکابر کے علمی و اصلاحی خطبات و تحریرات سے مرتب شدہ مجموعہ ہے، جس میں تقریباً ۱۲۲۵ اہم عنوانات پر تقاریر مرتب کی گئی ہیں، یہ تقاریر حضرت مولانا حافظ عبدالشکور صاحب زید مجدہم کی جمع فرمودہ ہیں، مولانا موصوف امام اہل السنۃ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر ؒ کے شاگرد اور حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب کے خلیفہ مجاز ہیں جنہوں نے اخلاص و محنت کے ساتھ سینکڑوں صفحات پر مشتمل ان چھ جلدوں میں ہزاروں مسائل فضائل، واعظانہ نکات، علوم و معارف اور خطیبانہ جواہر پارے جمع فرمادیے ہیں، جن اکابر کی تقاریر و مواعظ اور تالیفات سے یہ مجموعہ مرتب کیا گیا ہے، ان کی فہرست سے اندازہ ہوتا ہے کہ فاضل مؤلف نے ان خطبات کی تالیف میں بہت وقت اور محنت صرف کی ہے، یہ خطبات علماء، طلبہ، خطباء و واعظین اور شعبہ ابلاغ سے وابستہ افراد کے علاوہ عام مسلمانوں کے لیے بھی نہایت نافع پر تاثیر، سبق آموز اور لائق مطالعہ ہیں۔

کاغذ کمپوزنگ طباعت بہتر صفحات جلد اول: ۵۱۲، جلد دوم: ۴۳۸، جلد سوم: ۶۵۶، جلد چہارم: ۵۲۶، جلد پنجم: ۴۱۶، جلد ششم: ۵۱۲ قیمت: درج نہیں رابطہ: 061-4540513

سیرت سیدنا عمر فاروق: ♦

تالیف: مولانا ثناء اللہ سعد شجاع آبادی
ناشر: دارالسعد
ملنے کا پتہ: مکتبہ حسینیہ بالمقابل حبیب بنک شجاع آباد

امیر المؤمنین حضرت سیدنا فاروق اعظم ♦ کی حیات طیبہ وسیرت مطہرہ پر اب تک بلا مبالغہ لاکھوں صفحات لکھے جا چکے ہیں، ہر مؤلف نے تاریخ کی اس عبقری شخصیت کو بلند وبالا الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا، بلاشبہ حضرت فاروق اعظم ♦ تعلیم و تربیت رسالت کا شاہکار اور تاریخ کی ایسی اچھوتی اور الہامی شخصیت ہیں جن کی اور کوئی مثال نہیں، یہی وجہ ہے کہ آپ ♦ کے بارے میں لسان نبوت سے یہ فرمایا گیا ”لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب ♦ (ترمذی) اگر میرے بعد نبوت جاری رہتی تو بلاشبہ یہ تاج نبوت عمر ♦ کے سر پر جیتا۔ حضرت فاروق اعظم ♦ اپنے دور خلافت میں بائیس لاکھ مربع میل پر محمد کریم ﷺ کے لائے ہوئے دین کو نافذ کر کے اور خلعت شہادت پہن کر اس حال میں دنیا سے رخصت ہوئے کہ کہنے والوں نے کہا کہ عمر ♦ کی جدائی پر اسلام رو رہا ہے، حضرت مولانا ثناء اللہ سعد شجاعبادی تاریخ و تحقیق کا وسیع مطالعہ رکھتے ہیں، اب تک ان کی کئی کتب قارئین سے خراج تحسین وصول کر چکی ہیں، سیرت سیدنا فاروق اعظم ♦ پر ان کی یہ تالیف ان کے بہار آفرین قلم کا تازہ شاہکار ہے، جس میں انہوں نے حضرت فاروق اعظم ♦ کی ان خدمات کو بطور خاص اجاگر کیا ہے، جن کا تعلق دور نبوت سے ہے، طلبہ، علماء اور عام لوگوں کے علاوہ اس کتاب کا مطالعہ ہمارے حکمرانوں کو بھی کرنا چاہیے تاکہ انہیں آداب و فرائض حکمرانی کا کچھ علم ہو سکے۔

کاغذ، کمپوزنگ، طباعت بہتر صفحات: ۵۹۲ قیمت: درج نہیں رابطہ: 0307-2603021

مطبوعات القاسم اکیڈمی نمبر:

تالیف: علامہ عبدالرشید عراقی

ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابو ہریرہ ♦، خالق آباد، نوشہرہ، کے پی کے
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی (کثر اللہ آثار ہم) کی سرپرستی میں قائم ”القاسم اکیڈمی“ کا شمار اب ملک کے ان وقیع علمی و اشاعتی اداروں میں ہوتا ہے جن کا نام ان کی مطبوعات کی ثقاہت اور علمی پختگی کے ثبوت کے لیے کافی ہے، القاسم اکیڈمی نے اپنے آغاز سے لے کر اب تک تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ، سوانح اور دیگر مختلف موضوعات پر ڈیڑھ سو سے زائد کتب شائقین علم و ادب کی خدمت میں پیش کی ہیں، ان میں زیادہ تر تالیفات خود مولانا حقانی کے بہار آفرین قلم کا شاہکار ہیں، مولانا کو مطالعہ کا شوق جنون کی حد تک ہے مگر اپنے مطالعہ محنت، ذوق جستجو اور نوادر میں دوسروں کو شریک کرنے کو انہوں نے اپنی زندگی کا مشن بنا لیا ہے اسی جذبہ اخلاص و ابلاغ نے ان کے قلم سے چمن تصنیف و تالیف میں درجنوں خوش رنگ پھول کھلا دیے ہیں، علامہ عبدالرشید عراقی صاحب، مولانا حقانی کے دیرینہ محبت، عقیدت مند، رفیق کار اور ہم ذوق ہیں، القاسم اکیڈمی کی تمام مطبوعات ان کے مطالعہ سے گزر چکی ہیں، پیش نظر کتاب میں آں موصوف نے القاسم اکیڈمی بالخصوص شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی کی تفسیر، حدیث، سیرت، فقہ، سیاست، تصوف و سلوک، اخلاقیات، مواعظ و خطبات اور ماہنامہ القاسم کی خصوصی اشاعتوں کا تعارف و خلاصہ مفرد و ادبیانہ انداز میں تحریر فرمایا ہے، خود مؤلف بزرگ عالم دین اور ۶۸ سے زائد کتابوں کے مصنف ہے۔ القاسم اکیڈمی کی مطبوعات کے تعارف اور مختصر مطالعہ کے لیے یہ شاہکار کتاب ہے

کاغذ، کمپوزنگ، طباعت عمدہ صفحات: ۲۸۳ قیمت: درج نہیں رابطہ: 0301-3019928

جامعہ خیر المدارس ملتان کے مہتمم حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہ کی مصروفیات و اسفار

ترتیب: مولانا شبیر احمد بہلوی صاحب (مدرس جامعہ خیر المدارس ملتان) ◇◇◇◇◇◇◇◇

وفاق المدارس العربیہ پاکستان جنوبی پنجاب کے مسئولین کے اجلاس کی صدارت:

۲۵ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ مطابق ۸ نومبر ۲۰۱۵ء بروز اتوار حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے مرکزی دفتر ملتان میں منعقدہ مسئولین جنوبی پنجاب کے اجلاس کی صدارت کی اور خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ مدارس کی مشکلات جلد ختم ہو جائیں گی، اور مدارس کے دشمنوں کو مایوسی کے سوا کچھ نہیں ملے گا ان شاء اللہ۔ اس اجلاس میں وفاق المدارس العربیہ جنوبی پنجاب کے تمام مسئولین علمائے کرام کے علاوہ ناظم دفتر وفاق، محاسب دفتر وفاق، جامعہ خیر المدارس ملتان کے استاذ اور حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم کے صاحبزادے مولانا احمد حنیف جالندھری مدظلہ نے بھی شرکت کی۔

استحکام مدارس دینیہ کنونشن اسلام آباد میں شرکت:

۲۸ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۱ نومبر ۲۰۱۵ء بروز بدھ حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے دارالعلوم زکریا ترنول اسلام آباد میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی طرف سے منعقدہ استحکام مدارس دینیہ کنونشن میں شرکت کی اور خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ملک پاکستان کی جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کے لیے علمائے کرام پاک فوج کے شانہ بشانہ ہیں، تاہم ملک کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے لیے پاک فوج ہمارا ساتھ دے، اس کنونشن میں اسلام آباد، راولپنڈی، انک، منڈی بہاؤ الدین، جہلم اور آزاد کشمیر کے مدارس و جامعات کے مہتممین حضرات نے قافلوں کی صورت میں بھرپور شرکت کی۔

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے اظہار تعزیت اور عمران خان سے ملاقات:

اسی روز حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم اسلام آباد سے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک تشریف لے گئے اور شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر علی شیر علی شاہ صاحب رحمہ کی وفات پر مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ اور مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ سے تعزیت کی، بعد ازاں پاکستان تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان صاحب سے ملاقات کی (عمران خان صاحب بھی تعزیت کے لیے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں آئے ہوئے تھے) حضرت مہتمم صاحب نے دینی مدارس کو پیش آنے والی مشکلات، وفاق المدارس العربیہ پاکستان اور مدارس کی خدمات اور دینی مدارس کے موقف سے عمران خان صاحب کو آگاہ کیا۔

وفاقی وزارت تعلیم اور اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان کے اجلاس میں شرکت:

۲۹ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۲ نومبر ۲۰۱۵ء بروز جمعرات حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے قائدین اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان کے ہمراہ وزیر مملکت برائے تعلیم و تربیت انجینئر میاں بلخ الرحمن صاحب کی زیر صدارت اسلام آباد میں منعقدہ اجلاس میں شرکت کی، یہ اجلاس مدارس دینیہ کے نصاب تعلیم میں علوم عصریہ کے مضامین کی شمولیت، مدارس کی تحتانی اسناد (عامہ، خاصہ، عالیہ) کے معادلہ اور تنظیمات مدارس کو خود مختار امتحانی بورڈ کا درجہ دینے سے متعلق منعقد ہوا تھا۔

جامعہ خیر المدارس ملتان کی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں شرکت:

۳۰ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۳ نومبر ۲۰۱۵ء بروز جمعہ المبارک حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے جامعہ خیر المدارس ملتان میں حضرت مولانا مشرف علی تھانوی مدظلہ کی زیر صدارت منعقدہ جامعہ کی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں شرکت کی جو بعد نماز مغرب ہوا، اس اجلاس میں جامعہ کے سال گزشتہ کے تعلیمی و مالیاتی کوائف اور بجٹ پر غور کیا گیا، اجلاس میں حضرت مولانا مشرف علی تھانوی مدظلہ، مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ، مولانا قاری محمد طیب حنفی مدظلہ، مولانا قاری محمد یاسین مدظلہ، جامعہ کے ناظم اعلیٰ مولانا نجم الحق مدظلہ، حاجی عبدالوہید صاحب، حاجی ذیشان الہی صاحب نے شرکت کی۔

مجلس عاملہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے اجلاس میں شرکت:

یکم صفر الخیر ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۴ نومبر ۲۰۱۵ء بروز ہفتہ حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے مرکزی دفتر ملتان میں صدر وفاق شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب زید مجدہم کی زیر صدارت منعقدہ مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی جو دو روز جاری رہا، مجلس عاملہ وفاق المدارس العربیہ کی تشکیل نو کے بعد یہ پہلا اجلاس تھا۔

فیڈرل بورڈ اسلام آباد کے تحت منعقدہ اجلاس میں شرکت:

۶ صفر الخیر ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۹ نومبر ۲۰۱۵ء بروز جمعرات حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے اسلام آباد میں قائدین اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان کے ہمراہ فیڈرل بورڈ پاکستان کے چیئرمین ڈاکٹر اکرام علی ملک کی زیر صدارت منعقدہ اجلاس میں شرکت کی، اجلاس میں مدارس کے نصاب تعلیم میں عصری مضامین کی شمولیت، مدارس کی تحتانی اسناد (عامہ، خاصہ، عالیہ) کے معادلہ کے طریقہ کار پر مشاورت کی گئی۔ I.B.C.C (انٹر بورڈ کمیٹی آف چیئرمین) کے سیکرٹری محترم رمضان اچکزئی صاحب، مولانا مفتی منیب الرحمن صاحب، مولانا ڈاکٹر عطاء الرحمن صاحب نے خصوصی طور پر اجلاس میں شرکت کی۔

استحکام مدارس دینیہ کنونشن فیصل آباد میں شرکت:

۹ صفر الخیر ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۲ نومبر ۲۰۱۵ء بروز اتوار حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے جامعہ دار القرآن

فیصل آباد میں منعقدہ دوسرے استحکام مدارس دینیہ کنونشن میں شرکت کی اور خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ دینی مدارس علم و دانش اور خیر کے مراکز ہیں، اس کنونشن میں حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد صاحب، مولانا قاضی عبدالرشید، مولانا مفتی محمد طیب، مولانا مفتی محمد طاہر مسعود، مولانا قاری محمد یاسین اور فیصل آباد ڈویژن، سرگودھا ڈویژن اور ساہیوال ڈویژن کے تمام مدارس کے مہتممین حضرات نے بھی شرکت کی۔

حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے تقریب میں موجود مہتممین حضرات کے سوالوں کے جوابات دیے اور بعد ازاں پریس کانفرنس سے خطاب بھی کیا۔ اس سفر میں حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم کے صاحبزادے اور جامعہ خیر المدارس ملتان کے استاذ مولانا احمد حنیف جالندھری مدظلہ بھی ہمراہ تھے۔

استحکام مدارس دینیہ کنونشن بہاولپور میں شرکت:

۱۳ صفر الحیر ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۶ نومبر ۲۰۱۵ء بروز جمعرات حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے جامعہ صدیقیہ گلشن حبیب بہاولپور میں شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ کی زیر صدارت منعقدہ تیسرے استحکام مدارس دینیہ کنونشن میں شرکت کی اور خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ حکومت مساجد و مدارس کو ود ہولڈنگ ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دے کیونکہ مدارس و مساجد کی رقوم پر ود ہولڈنگ ٹیکس وصول کرنا شرعاً ناجائز ہے، کنونشن میں مولانا زبیر احمد صدیقی، مولانا ارشاد احمد، مولانا محمد نواز، مولانا عبدالجبار کے علاوہ ملتان ڈویژن، بہاولپور ڈویژن اور ڈیرہ غازی خان ڈویژن کے تمام مدارس کے مہتممین و علماء کرام نے بھی شرکت کی، حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے مہتممین کے سوالوں کے جوابات دیے اور پریس کانفرنس سے بھی خطاب کیا، جامعہ خیر المدارس ملتان کے استاذ مولانا مفتی محمد عثمان جالندھری مدظلہ بھی ہمراہ تھے۔

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ کی عیادت:

۱۵ صفر الحیر ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۸ نومبر ۲۰۱۵ء بروز ہفتہ حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے دارالعلوم کراچی میں جامعہ دارالعلوم کراچی کے صدر حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ سے ملاقات کی اور ان کی عیادت بھی کی (حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ وفاق المدارس العربیہ کی مجلس عاملہ کے اجلاس سے واپسی پر گھٹنوں کی تکلیف کے باعث علیل تھے، اب رو بصحت ہیں، الحمد للہ)

جامعہ اشرفیہ سکھ اور خانقاہ مسیحیہ سکھ کا دورہ:

۱۶ صفر الحیر ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۹ نومبر ۲۰۱۵ء بروز اتوار حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم کراچی سے بذریعہ ہوائی جہاز سکھ پہنچے، سکھ انیر پورٹ پر مولانا قاری عبدالرشید مدظلہ (معاون ناظم وفاق المدارس العربیہ پاکستان صوبہ سندھ) نے اہم شخصیات کے ہمراہ پرتپاک استقبال کیا، انیر پورٹ سے مولانا مفتی عبدالباری کی دعوت پر مسیح الامت مولانا مسیح اللہ خان ؒ کی طرف منسوب خانقاہ مسیحیہ تشریف لے گئے، بعد ازاں جامعہ اشرفیہ والس روڈ سکھ تشریف لے گئے اور مولانا قاری خلیل احمد صاحب ؒ کی وفات پر ان کے صاحبزادے

مولانا قاری جمیل احمد بندھانی مدظلہ سے تعزیت کی اور اس وقت موجود علمائے کرام و طلبہ سے مختصر گفتگو فرمائی، اس کے بعد شہید اسلام کانفرنس میں شرکت کے لیے لاڑکانہ تشریف لے گئے۔

شہید اسلام کانفرنس لاڑکانہ میں شرکت:

اسی روز حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے حضرت مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومر و شہید رحمہ اللہ کے صاحبزادے مولانا راشد محمود سومر مدظلہ کی دعوت پر لاڑکانہ میں منعقدہ شہید اسلام کانفرنس میں شرکت کی اور شرکاء کے جم غفیر سے تفصیلی خطاب فرمایا۔

جامعہ حمادیہ کراچی میں مولانا عبدالواحد رحمہ اللہ کی وفات پر تعزیت:

۷ اصفرائیہ ۱۴۳۷ھ مطابق ۳۰ نومبر ۲۰۱۵ء بروز سوموار حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم جامعہ حمادیہ شاہ فیصل کالونی کراچی تشریف لے گئے اور جامعہ حمادیہ کے سابق مہتمم مولانا عبدالواحد رحمہ اللہ کی وفات پر ان کے صاحبزادے مولانا قاسم عبداللہ مدظلہ سے تعزیت کی۔

صدر وفاق حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ سے ملاقات:

اسی روز حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے جامعہ فاروقیہ کراچی میں صدر وفاق شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب زید مجدہم سے ملاقات کی اور وفاق المدارس کے اہم امور کے بارے میں مشاورت کی، کراچی، سکھر اور لاڑکانہ کے اس سفر میں حضرت مہتمم صاحب کے صاحبزادے اور جامعہ خیر المدارس ملتان کے استاذ مولانا احمد حنیف جالندھری مدظلہ بھی آپ کے ساتھ شریک سفر رہے۔

اسی روز بعد نماز ظہر حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم اس سفر سے بخیر و عافیت واپس جامعہ خیر المدارس ملتان تشریف لے آئے۔ الحمد للہ۔

دعائے صحت کی درخواست

✽ ماہنامہ الخیر کے قاری اور معاون محترم جناب مولانا محمد احمد صاحب مدظلہم (حافظ بڑی ہاؤس، ہیر آباد، حیدرآباد) دل کے عارضہ میں مبتلا ہیں اور صاحب فراش ہیں، اللہ پاک صحت و عافیت کے ساتھ لمبی زندگی عطا فرمائیں، قارئین الخیر سے بھی دعائے صحت کی درخواست ہے۔

✽ جامعہ کے عظیم فرزند اور ڈیرہ غازی خان کی عظیم علمی و روحانی شخصیت حضرت مولانا رشید احمد صاحب شاہ جمالی زید مجدہم بھی گزشتہ ماہ ہارٹ ایک کی وجہ سے صاحب فراش ہیں، موصوف ماہنامہ الخیر کے دیرینہ قاری اور ایجنسی ہولڈر بھی ہیں، اللہ پاک حضرت کو صحت و عافیت کے ساتھ تادیر حیات رکھیں، اور ان کا سایہ ہمارے سروں پر قائم و دائم رکھیں، قارئین الخیر سے بھی دعائے صحت کی درخواست ہے۔

not found.

اشتهار کفالت